پندرہ روزہ

احباب جماعت کی تعلیم وتربیت کے لیے

پیغامِ صُلح لاہور

فون نمبر: 5863260 5862956 مدیر: چوہدری ریاض احمد نائب مدیر: حامد رحمٰن رجسٹرڈ ایل نمبر: 8532
Email: centralanjuman@yahoo.com قیمت فی پرچہ -/10 روپے

جلد نمبر 101 | 30 جمادی الاوّل تا 29 جمادی الثانی 1435 ہجری کیم تا 30 اپریل 2014ء | شمارہ نمبر 8-7

احمدیہ انجمن لاہور کی خصوصیات

- آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، نہ نیا نہ پرانا۔
- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
- قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
- سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں۔
- سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔

ارشادات حضرت مسیح موعود رحمتہ اللہ علیہ

اللہ تعالیٰ کی راہ میں انسان کبھی ناکام نہیں ہوسکتا ہے

اللہ تعالیٰ کا فضل عمیم ایسا ہے کہ وہ ذرا سے عمل کو بھی ضائع نہیں کرتا پھر کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ انسان دنیا میں ظنی اور وہمی باتوں کی طرف تو اس قدر گرویدہ ہو کر محنت کرتا ہے کہ آرام کو بھی اپنے اوپر حرام کر لیتا ہے اور صرف ایک خشک امید پر کہ شاید کامیاب ہو جاؤں۔ ہزار ہا رنج اور دکھ اٹھاتا ہے، تاجر نفع کی امید پر لاکھوں روپے خرچ کر دیتا ہے مگر یقین اسے بھی نہیں ہوتا کہ ضرور ہی نفع ہوگا۔ اس کے خلاف اللہ تعالیٰ کی طرف جانے والے کی (جس کے وعدے یقینی اور حتمی ہیں اور جس کی طرف قدم اٹھانے والے کی ذرا سی بھی محنت رائیگاں نہیں جاتی) محنت کبھی اور کسی صورت سے ضائع نہیں جاتی۔۔۔۔ آخر یہ لوگ کیوں نہیں سمجھتے، وہ کیوں نہیں ڈرتے کہ آخر کار ایک دن مرنا ہے۔ کیا وہ دنیا کی ان ناکامیابیوں کو دیکھ کر بھی اس نفع والی تجارت کی فکر میں نہیں لگ سکتے جس میں خسارہ کا نام ونشان تک نہیں اور نفع یقینی ہے۔ زمیندار کس قدر محنت سے کاشتکاری کرتا ہے مگر کون کہہ سکتا ہے کہ اس محنت کا نتیجہ ضرور راحت ہی ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کیسا رحیم ہے اور وہ کیسا خزانہ ہے کہ جہاں کوڑی بھی جمع ہو سکتی ہے اور روپیہ اور اشرفی بھی، نہ وہاں چور چکاری کا اندیشہ اور نہ دوالا نکل جانے کا خطرہ۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر کوئی ایک کانٹا بھی راستے سے ہٹا وے تو اس کا بھی اس کو ثواب دیا جاتا ہے اور پانی نکالتا ہوا گر ایک شخص اپنے بھائی کے گھڑے میں ایک ڈول ڈال دے تو اللہ تعالیٰ اس کا بھی اجر ضائع نہیں کرتا۔ پس یاد رکھو کہ وہ راہ جہاں انسان کبھی ناکام نہیں ہوسکتا وہ اللہ تعالیٰ کی راہ ہے اس کے خلاف دنیا کی شاہراہ ایسی ہیں جہاں قدم قدم پر ٹھوکریں اور ناکامیوں کی چٹانیں ہیں۔ (۳۰ دسمبر ۱۸۹۷ء)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل کے بارے میں احکام

از: حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وہ عارف تھے جو تام معرفت رکھتے تھے۔ آپ حلیم اخلاق کے مالک تھے اور فطرت کے رحیم تھے۔ وہ انکسار اور غربت کی زندگی اختیار کرنے والے تھے۔ وہ اکثر عفو درگزر کرنے والے، شفقت اور رحم کرنے والے تھے۔ وہ اپنی پیشانی کے نور سے پہنچانے جاتے تھے۔ ان کا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شدید تعلق تھا۔ ان کی روح خیر الوریٰ کی روح سے مل گئی تھی۔ ان کو اسی نور نے ڈھانپ لیا تھا جس نور نے ان کے متقدر محبوب مولیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈھانپا تھا۔ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور اور عظیم فیوض کے سایہ کے نیچے چھپ گئے تھے۔ وہ فہم قرآن اور سید الرسل وفخر نوع انسانی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں تمام انسانوں میں ممتاز تھے۔ جب ان پر آخرت کی دوسری زندگی کی تجلی ظاہر ہوگئی اور اسرارِ الٰہی ان پر منکشف ہوگئے تو انہوں نے دنیا کے تعلقات کو چھوڑ دیا اور جسمانی تعلق کو توڑ دیا۔ وہ اپنے محبوب کے رنگ میں رنگین ہوگئے اور ایک مطلوب خدا کی خاطر سب کچھ ترک کر دیا۔ اپنے نفس کو جسمانی میل کچیل سے پاک کر لیا۔ وہ واحد خدا کے رنگ میں رنگین ہوگئے اور رب العالمین کی رضا میں فنا ہوگئے تھے۔ جب صادق الٰہی محبت کی ہر رنگ میں سرایت کر گئی اور وہ ان کے دل اور وجود کے ذرات میں پیوست ہوگئی اور ان کے قیام وقعود میں ظاہر ہوگئے تو ان کو صدیق کا نام دیا گیا۔

سب سے بہترین عطا کرنے والے خدا کی طرف سے ان کو تازہ اور گہرا علم عطا کیا گیا۔ صدق ان کی گھٹی ان کی عادت اور طبیعت میں پڑا ہوا تھا۔ اس صدق کے آثار اور انوار ان کے ہر قول، فعل، حرکت، سکون، حواس اور روح میں ظاہر ہوگئے۔ ان کو آسمانوں اور زمین کے رب نے منعم علیہ لوگوں میں داخل کر دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کتاب نبوت کے اجمالی نسخہ تھے اور وہ فضل اور جواں مردی کے امام تھے اور نبیوں کی مٹی (سرشت) کے حصہ دار تھے۔ (''سر الخلافہ'' ص 88-87)

اختتامی خطاب ودُعا

فرمودہ حضرت امیر ڈاکٹر عبدالکریم سعید پاشا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

برموقع صد(100) سالہ یومِ تاسیس احمدیہ انجمن لاہور

بمقام جامع دارالسلام لاہور

''اللہ بے انتہا رحم والے، بار بار رحم کرنے والے کے نام سے۔

سب تعریف اللہ کے لئے ہے، (تمام) جہانوں کے رب، بے انتہا رحم والے، بار بار رحم کرنے والے، جزا کے وقت کے مالک (کے لئے)۔ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ہم کو سیدھے رستے پر چلا، ان لوگوں کے رستے (پر) جن پر تو نے انعام کیا، نہ ان کے جن پر غضب ہوا اور نہ گمراہوں کے''۔

ہمارا یہ دعائیہ آج اختتام کو پہنچتا ہے۔ جماعت احمدیہ لاہور کے قیام کے 100 سال پورے ہونے پر ہم نے مرکز سے اس سلسلے کی ابتداء کی ہے جو انشاء اللہ غیر ممالک میں بھی جاری رکھی جائے گی۔

جماعت احمدیہ لاہور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو مجدد زماں، مسیح موعود اور مہدی معہود مانتی ہے۔اس کے علاوہ اور کوئی مقام ہم نہیں مانتے ہیں اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ نہ ہی کسی اور کو اس کے علاوہ ان کا کوئی اور مقام ماننا چاہیے۔

حضرت صاحب کی پیدائش قادیان میں ہوئی، جہاں پر ان کے جسمانی وجود نے جنم لیا اور وفات کے بعد دفن بھی وہاں ہی ہوئے۔ میں سمجھتا ہوں:
Physically he belonged to Qadian but spiritually he belongs to Lahore کیونکہ اللہ نے ایسا انتظام کیا کہ یہ اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا امام اپنی جان اس شہر میں دے جہاں خدا کو معلوم تھا کہ آئندہ یہ روحانی جماعت چلے گی۔ لاہور ہی میں حضرت صاحب کا آخری دنوں قیام تھا اور یہاں احمدیہ بلڈنگس لاہور میں ہی آپؑ کی رُوح جسم عنصری سے پرواز کر گئی اور اپنے خالق حقیقی کی طرف سفر کیا۔

میں نے آپ کے سامنے سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کی۔اس سورۃ کے ذریعہ ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ ہم نے اس امام کو پہچانا اور ہم اس امام کے دامن کو مضبوطی سے تھاما۔ اور خدا کا شکر ہے کہ ہم جن آزمائشوں میں سے گذر رہے ہیں اس کے باوجود ہم نے حق کا ساتھ نہ چھوڑا بلکہ ہماری جانیں بھی اس کے لئے حاضر ہیں۔ اس کا نمونہ حضرت صاحبزادہ عبد الطیف شہید کی شہادت سے ملتا ہے اور اُس سے ہمیں بھی حوصلہ ملا کہ یہ کام اگر خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے بھی مقدر کر رکھا ہے تو ہم اس سے گریز نہیں کریں گے اور ہم اس امام کے لائے ہوئے پیغام جس کو ہم حق سمجھتے ہیں مصائب کو دیکھ کر پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

آج ہم سب کے لئے ایک رُوحانی دن ہے کیونکہ قادیان میں حضرت صاحب کی جسمانی اولاد پیچھے رہ گئی جیسے ان کا جسم وہاں چلا گیا لیکن ان کے روحانی بیٹے'' حضرت مولانا محمد علی رحمتہ اللہ علیہ'' لاہور آ گئے۔ یہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیہ انجمن لاہور کی بنیاد رکھی گئی۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اس پہچان کو کبھی نہ بھولیں اور نہ چھپائیں۔

ہمارا عزم کیا ہونا چاہیے؟

آج اس حقیقت کے عزم کا دن ہے کہ احمدیت ہمارے چہروں پر بدنما

داغ نہیں جس کو ہم چھپاتے پھریں بلکہ یہ ایک ایسا تاج ہے جس کو ہم فخر سے پہنیں۔

ہمیں تبلیغی جماعت کہا جاتا ہے اور اگر ہم چھپاتے ہیں کہ ہم احمدی ہیں تو کون ہم سے پوچھے گا کہ احمدیت کیا ہے؟ **کس کو ہم بتائیں گے کہ ہم احمدی ہیں؟ اور ہمارا عقیدہ بالکل درست ہے اور ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نئے یا پرانے نبی کے آنے کے منتظر نہیں۔** اگر ہم اتنے بزدل ہو جائیں کہ ہم اپنے امام کی شان میں گالیاں سن کر بھی اپنے آپ کو چھپائیں تو پھر ہمارا کیا مقام ہے اور اس جماعت کا کیا مستقبل ہے۔ اس لئے ہمیں ارادہ کرنا چاہیے خواہ جو بھی نقصان ہو ہمیں اس عقیدہ سے پیچھے نہیں ہٹنا۔

میں خدا تعالیٰ کا شکرادا کرتا ہوں کہ اس نے ہمیں اس زمانے کے امام کو پہچاننے کی توفیق دی اور پھر ختم نبوت میں یقین رکھنے والی واحد جماعت میں شامل ہونے کی بھی ہمیں توفیق دی۔ نیا عقیدہ گڑھنے والوں نے نیا نبی مانا اور باقیوں نے یہ افتراء لگایا کہ حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور ہم سو(100) سال سے اس بات کو کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے کوئی ایسا دعویٰ نہیں کیا بلکہ انکار کیا۔

اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں تمام احباب جو اس دعائیہ میں تشریف لائے ہیں، ان تمام کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ بیرونِ ممالک سے آئے ہوئے مہمانوں کا خاص شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ بہت سی تکالیف اٹھا کر یہاں پہنچے۔ تمام انتظامیہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ شبان و بنات اور خواتین کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جتنے بھی مقررین ہیں ان سب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنا وقت نکالا اور اپنے مضامین ہم سب تک پہنچائے۔

شبان الاحمدیہ و بنات الاحمدیہ نے ''صد سالہ تاریخی پروگرام'' ہم سب کے سامنے پیش کیا۔ یہ پروگرام اتنا پُر اثر تھا کہ بہت سے احباب رونے پر مجبور ہوگئے۔ ہم پر جو مصائب آئے۔ ان کو حضرت مولانا نورالدین رحمتہ اللہ علیہ کی وفات سے لے کر اس دور تک کے تمام حالات کو مناظر کی شکل میں پیش کیا۔

اُن لوگوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جو جماعت پر تنقید کرتے ہیں، ہماری کمزوریاں پیش کرتے ہیں اگر وہ ہماری کمزوریاں پیش نہ کریں تو شاید کوئی ترقی کی گنجائش نہ رہے اور ہم سب اپنے اپنے گھروں میں آرام سے بیٹھے رہیں۔ اگر تنقید جماعت کی بہتری کے لئے ہو تو وہ فائدہ مند ہوتی ہے مگر جب تنقید برائے تنقید کی جائے تو وہ نقصان کا باعث بنتی ہے اور جو اس جماعت کو آگے بڑھانے میں دن رات محنت کرتے ہیں ان کی حوصلہ شکنی بھی ہوتی ہے۔ ان لوگوں کو بھی میں کہتا ہوں کہ جن کو یہ شک ہو جاتا ہے کہ کچھ نہیں ہو رہا وہ دعائیہ پر آجایا کریں اور اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کریں کہ کچھ ہو رہا ہے یا نہیں؟ اور پھر جہاں کمی پائیں وہاں مشورہ بھی دیں اور جماعت کی ترقی میں اپنا اپنا فرض بھی ادا کریں۔

دعائیہ میں یکساں خیالات والوں کو مل بیٹھنے کا موقع ملتا ہے۔ بچوں کے لئے تو خاص کر بہت ضروری ہے کہ والدین ان کو لے کر آئیں۔ جو اس دعائیہ سے دوری کرتے ہیں پھر ان کی اولادیں بھی اس روحانی سلسلہ سے دور ہوتی جاتی ہیں۔

دُعا اور عبادت قربِ الٰہی کا ذریعہ ہے

دعا اور عبادت اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ ہوتی ہے۔ احمدیوں کے لئے بہت سی رکاوٹیں کھڑی ہیں لیکن اس پر تو کوئی بندش نہیں لگائی گئی کہ یہ جماعت اپنے اللہ سے دُعا بھی نہ کرے۔ اس لئے اس پیغام کو ساتھ لے جائیں کہ ہمارے لئے یہ ایک عبادت کا ذریعہ ہے ہم آپس میں مل کر دعائیں کرتے ہیں، ہم کوئی سیاست نہیں کرتے، ہم کسی پوزیشن کے لئے یہاں جمع نہیں ہیں۔ اس لئے جو لوگ کسی وجہ سے نہیں آتے وہ عبادت چھوڑتے ہیں۔ جو دنیا میں کہیں یہ کہتا ہے کہ پاکستان جاؤں گا تو خطرہ ہے تو ایسے موقع پر میں کہوں گا کہ دین کا نام ہی یہ ہے کہ اپنے آپ کو خطرے میں لے آنا اور اللہ تعالیٰ سے حفاظت مانگنا اور جب **اتنی کثیر تعداد یہ کہتی ہے کہ ''اے اللہ! ہماری حفاظت فرما''** اور اتنی ہی کثیر تعداد یہ کہے کہ ''آمین'' **تو پھر اللہ تعالیٰ دعاؤں کو سننے والا اور حفاظت فرمانے والا ہے۔**

نوجوانوں سے اپیل

میں نوجوانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ اگر ہم نے آگے بڑھنا ہے تو پھر کوئی اُٹھے اور کہے کہ میں نے اسلام کی خاطر مبلغ بننا ہے۔ یوں تو ہمارا ہر بچہ مبلغ ہے، لیکن انجمن میں خاص تعلیم حاصل کرنے کی طرف زندگیوں کو وقف کریں اور مبلغین کی خصوصی تربیت سے فائدہ اٹھائیں۔

کب تک ہم کہانیاں سنتے رہیں گے کہ فلاں حکیم، فلاں ڈاکٹر، فلاں وکیل یہ کام چھوڑ کر آ گئے تھے۔ آپ میں سے کون ہوگا جو اپنا کام چھوڑ کر آ جائے گا اور کہے گا کہ میں نے اب اسلام کی خدمت کرنی ہے۔ **حضرت مولانا محمد علی رحمتہ اللہ علیہ، مولانا عبدالحق ودیارتھی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب جنہوں نے احمدیت اتنی دُور پھیلانے میں اپنا کردار ادا کیا۔ اُن کے نمونے ہمارے لئے قابل تقلید ہیں۔** اس طرف خاندانی سطح پر، شہروں کی سطح پر، جماعتی سطح پر توجہ دیں کہ ہم نے وہ تعلیم حاصل کرنی ہے جو اسلام کی تبلیغ کا موجب ہے۔ ایسے لوگوں نے جو خلاء چھوڑا ہے ہم اسے کیسے بھریں گے؟ اگر ہم سارے صرف دنیا کی پڑھائیوں اور کمائیوں میں لگے رہیں گے۔ آج ہم نے جماعتی رنگ میں عزم کے ساتھ نیا رُخ لینا ہے۔ اس کے لئے ہمیں لوگ بھی چاہیں۔ ہمارے سامنے لوگوں نے فیصلے کیے تھے کہ ہم ریٹائرڈ ہو کر آ جائیں گے لیکن ان کو موقع اللہ کی طرف سے ہی نہ ملا۔ اب ہم کوشش کریں کہ ہم اپنے بچوں کو بھی اس کی ترغیب دیں۔ ہمارے جنرل سیکرٹری صاحب جب آٹھویں جماعت کے طالب علم تھے تو ان کے والد صاحب نے انہیں جماعت کے سپرد کر دیا۔ وہی چھوٹا سا عامر عزیز اب جماعت کا ستون بن گیا ہے۔

اپنا اپنا محاسبہ کرنے کا وقت

یہ وقت اپنے اپنے محاسبہ کا بھی ہے۔ مجھے کہنے کی ضرورت نہیں کہ آپ کیسے ہیں؟ آپ میں کیا کمزوریاں ہیں؟ اور کیا خوبیاں ہیں؟ آپ کو ضرورت نہیں کہنے کی کہ میرے اندر کیا کمزوریاں ہیں اور کیا خوبیاں ہیں؟ اپنا اپنا محاسبہ کریں کہ ہم جماعت کے لئے کیا کر رہے ہیں؟ **جب کبھی دوسروں کی طرف تنقیدی انگلی اٹھائیں تو یاد رکھیں کہ باقی کی انگلیوں کا رُخ اپنی ہی طرف ہوتا ہے۔** اس سال کو **واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعاً ولا تفرقوا** والا سال بنائیں۔

اگر جماعت کو مضبوط کرنا ہے تو ہمیں معمار چاہیے، اس کے لئے مجھے آپ سے اپیل کرنی ہے کہ دنیاوی طور پر آپ جو کچھ بھی حاصل کرنے میں لگے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں یہ حاصل کرلوں تو دین کی خدمت کروں گا۔ ایسا کرنے سے موقع ملے یا نہ ملے اس لئے **اب سے ہی دین اور دنیا میں توازن پیدا کرتے ہوئے زندگی بسر کریں۔**

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہماری بیرونی جماعتیں ہمارے لئے بہت مواد تیار کر رہی ہیں۔ اس کو عملی نمونے کے ساتھ لے جانے والے ہم نے یہاں تیار کرنے ہیں۔ ورنہ بہت سا لٹریچر لائبریوں کی زینت بن کر رہ جائے گا۔ کتنے ہوں گے جو اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ یورپ میں بھی جب ہماری کتب لائبریوں سے لوگ ساتھ لے جاتے ہیں تو ضائع کر دیتے ہیں۔ لیکن نمونے والا آدمی اگر پہنچتا ہے تو پھر وہ فائدہ مند ہے۔ بدقسمتی سے کئی احمدی وہاں بھی سست ہو گئے ہیں کہ لوگ خلاف ہیں۔ ان لوگوں میں دوبارہ احمدیت کا جذبہ اجاگر کرنا ہے۔ اور اس سال میں نے کچھ دن پہلے یہ سوال کیا کہ اس سال ہم کیا عزم کریں تو ایک نہایت نیک احمدی نے کہا کہ اس سال کو ''**Year of Gathering the Lost Sheep**'' بنائیں۔ جس طرح بنی اسرائیل کی بھیڑیں اِدھر اُدھر ہو گئیں تھیں اور حضرت مسیح علیہ السلام نے ان کو پکڑ کر لانا تھا۔ اس طرح ہمارے مسیح موعود کی بھی جماعت ہے کہ لوگ بکھر گئے ہیں۔ ان کو رابطوں سے جمع کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔ ایک اس فرض کو اپنے ذمہ سمجھئے اور یہ کام تب ہی ممکن ہوگا **جب ہم سب اللہ کی رسی کو اکٹھے مل کر مضبوطی سے تھامیں اور قرآن کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے بغیر تفریق ڈالے آگے بڑھیں گے۔ یہ نہ سمجھیں کہ دین کا کام صرف بڑے یا بوڑھوں کا ذمہ ہے۔**

بچے اور نوجوان اپنا کردار ادا کریں

فتح اسلام حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی کتاب دو زبانوں میں بچوں کے سمجھنے کے لئے نوجوانوں کی محنت سے تیار ہوئی۔اس طرح اگر ہمارے پاس نوجوان پڑھے لکھے نہیں آئیں گے تو ایسے کام کیسے ہوں گے۔**صرف گھروں میں بیٹھ کر مشورے دینے کافی نہیں۔جہاں مشورہ دیں وہاں عملی مدد کا اصول بھی بنالیں یعنی WALK YOUR TALK۔**

حضرت صاحب نے فرمایا کہ سورج نے آخری زمانہ میں مغرب سے طلوع ہونا ہے۔اس کا مفہوم یہ ہے کہ اسلام کا عروج آخری زمانہ میں مغرب سے ہونا ہے۔آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ مشرق میں دین کو خیر باد کہہ کر تمام جماعت مغرب میں چلی جائے گی بلکہ مفہوم یہ ہوا کہ یہ جماعت مغرب میں تبلیغ کا سلسلہ نہ صرف شروع کرے بلکہ اسے بڑھائے بھی۔

یہ مرکز یہاں ہی رہے گا۔جہاں پر اس کے بانی نے اس کو قائم کیا ہے۔ ہم نے اپنے آپ کو ثابت کرنا ہے کہ ہم اس کے صحیح رکھوالے ہیں۔

اور اگر اس کو بین الاقوامی جماعت بنانا ہے تو بیرون ممالک سے آئے ہوئے ممبران بھی اپنی اپنی ذمہ داریاں نبھائیں۔ ہمارے لئے ضروری ہے کہ جتنے لوگ یہاں ہیں وہ اس پیغام پر نہ صرف عمل کریں بلکہ اس میں اپنا کردار ادا کریں تو پھر ہم ترقی کریں گے۔**اصول کی بات یہ ہے کہ جہاں پر آپ کو پھل ملے وہاں آپ اس پھل کے درخت کی رکھوالی کرتے ہیں نہ کہ اس کی جڑیں کاٹنے لگ جاتے ہیں۔**

مستقبل کے کام

بہبود کے کام: بہبود کے کام جو ہم کر رہے ہیں اُن کی طرف ہم نے دھیان دینا ہے اور مزید بڑھانا ہے۔ہم بیواؤں، یتیموں اور تعلیم کی طرف خصوصی توجہ دیں۔

چندہ کی ادائیگی: ہر ایک اپنے دل کو ٹٹولے کہ وہ کتنا چندہ دے رہا ہے۔ خود سوچو! کہ حضرت مسیح موعود کی یہ نصیحت تھی اور انہوں نے صاف لکھا ہے کہ چندہ ماہوار کتنا دینا چاہیے۔

بچوں کی حوصلہ افزائی

بچوں کی پہچان کریں کہ جو لائق بچے ہیں ان کے لئے اگر آپ حیثیت رکھتے ہیں تو ان کی تعلیم آپ اپنے ذمہ لیں۔

یہ بھی ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے بچوں کے ثقافتی پہلو کی بھی حوصلہ افزائی کریں اور جہاں ان کی دماغی تربیت ہو رہی ہے وہاں ان کی روحانی اور جسمانی تربیت کو بھی نہ بھولیں۔کیا وجہ ہے کہ ہمارے بچے جو اس سٹیج سے بڑے ہو کر اچھے مقرر بنتے ہیں اور دور ملکوں سے ٹرافیاں لے کر آتے ہیں وہ اپنے بچوں کو ٹریننگ نہیں دے سکتے۔ان کو چاہیے کہ اپنے بچوں کو ٹریننگ دیں۔

بچوں کا حفظ قرآن

کل چھ بچوں نے قرآن کریم حفظ کرنے کا مجھ سے خصوصی انعام حاصل کیا ہے۔ان سب نے اپنے وسائل اور والدین کی محنت سے یہ روحانی فریضہ باہر کے استادوں اور مدرسوں سے حاصل کیا ہے۔ہمارا فرض ہے کہ ہم بھی ان کے لئے ایسی سہولیات میسر کریں جس سے ان کی حوصلہ افزائی ہو۔

قرضہ حسنہ

اس طرف توجہ کی ضرورت ہے کہ ضرورت مندوں کی قرضہ حسنہ سے مدد کی جائے۔سوشل اکنامکس پراجیکٹ کو فروغ دینے کی اشد ضرورت ہے۔ جماعت میں صاحب حیثیت لوگ اپنے جماعت کے ضرورت مند لوگوں کی طرف خصوصی توجہ دیں۔

غیر ملکوں سے رابطہ اور دورہ جات

بیرونِ ممالک کی جو جماعتیں ہیں ان کے ساتھ رابطہ اور دورہ جات بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ان ہی کا اثر ہے کہ اس وقت دعائیہ میں کثرت سے بیرونِ ممالک سے احباب تشریف لائے ہوئے ہیں۔

جماعت کی طرف سے اپنی کارکردگی کی باقاعدہ رپورٹ

اس بات کو یقینی بنانا ہوگا کہ جنرل سیکرٹری صاحب نے جو سالانہ رپورٹ سنائی جس سے ہمارے کاموں کا اندازہ ہوتا ہے اسے باقاعدہ لکھ کر ہمارے ذرائع مثلاً HOPE,Website وغیرہ کو ارسال کرنے کی ضرورت ہے۔

بیرونی ممالک بھی مرکز کی ترقی کی طرف توجہ دیں

میں مرحوم و مغفور قاضی عبد الرشید صاحب کے خاندان کے احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے مرکز کی جامع کو جدید سہولیات مہیا کرنے میں مدد کی۔ یہ قابل تقلید نمونہ ہے۔ انہوں نے جامع کی Sound Proofing کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ اس پر بھی انشاء اللہ عمل ہوگا۔

غیر ملکی زبانیں

جماعت غیر ملکی زبانیں سیکھنے کی حوصلہ افزائی کرے گی اور ایسی تعلیم کے اخراجات کا بھی بندوبست کرے گی۔

بیعت اور تجدید بیعت کی اہمیت اور اس پر عمل کی ضرورت

جماعت ٹرینیڈاڈ سے عنایت محمد صاحب جو یہاں تشریف رکھتے ہیں۔ میں جب ٹرینیڈاڈ دورے پر گیا تو ان کی اور ان کی زوجہ مرحومہ کی شادی کی 50ویں سالگرہ تھی۔ انہوں نے اس کو ایسے منانے کی خواہش کا اظہار کیا کہ انہوں نے حضرت امیر صدر الدین صاحب اور حضرت امیر ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی ہوئی ہے۔ اب آپ بھی ہماری تجدید بیعت کریں تا کہ ہمارا یہ دن مبارک دن ہو جائے۔

ہم اگر کسی سلسلہ میں بیعت نہیں کرتے تو ہمیں کیا ضرورت ہے کہ ہم اسکے لئے اپنے کام چھوڑ کر یہاں آئیں گے۔ ضرورت پڑنے پر اس کے لئے جان دینے سے بھی گریز نہیں کریں گے۔ یہ کافی نہیں کہ میرا باپ چندہ دیتا ہے لہذا میرا حق ہے اس انجمن پر۔ نہیں بلکہ آپ سب کو چندے ادا کرنے چاہئیں۔ بچوں کو میں کہتا ہوں کہ پاکٹ منی میں سے بھی چندہ دیں اور باقاعدہ بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوں۔

تربیتی کورس کی اہمیت

حکومت کی طرف سے فتویٰ کفر ممکن بنا دیتا کہ نہ ہمیں سلام کرنا یاد رہتا۔ نہ اذانیں دینی یاد رہتیں۔ نہ اقامت اور نماز کے طریقے یاد رہتے۔ یہ تربیتی کورس کی ہی برکات ہیں کہ جس نے ہمیں یہ باتیں بھولنے نہیں دیں۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ شکر ہے کہ مرکز میں ہر سال تربیتی کورس کا انعقاد ہوتا ہے جس میں بچوں کو اسلام کی بنیادی تعلیم کے ساتھ ساتھ احمدیت سے بھی روشناس کروایا جاتا ہے۔

دعا

اللہ ہم تجھ سے مدد مانگتے ہیں، ہم کمزور ہیں، ہم اپنی کمزوریوں کا اقرار کرتے ہیں، ہم گناہ گار ہیں اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں۔ آج ہم سب نے مل کر تجھ سے استغفار کیا ہے۔ تو اسے قبولیت عطا فرما، تو ہمارے گناہوں کو معاف کر دے، یا اللہ! سب کے ہاتھ تیرے حضور اُٹھے ہیں، تو ہمیں معاف فرما دے اور ہمیں موقع دے کہ ہم اپنی اس جماعت کو آگے لے جائیں۔ یا رب العالمین یہ جماعت تیرے مجدد اعظم، تیرے مسیح موعود، تیرے مہدی معہود کی جماعت ہے، اس جماعت کے بانی کے ساتھ تیرے بہت سے وعدے ہیں تو وہ وعدے ہمارے زندگیوں میں پورے کر دے، ہماری اولادوں کو آزادی کے دن دکھا، ہم پر سے فتویٰ کفر ہٹا دے، تو سب سے بڑا حاکم ہے، تو سب سے بڑا فیصلے کرنے والا ہے۔ ان دنیاوی فیصلوں کو تو اپنے حکم سے واپس لے لے۔ اے رب العالمین تو ان دنیاوی فیصلوں کو بدل دے۔ آمین

....

خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

از: فضل حق صاحب

آفتاب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے درخشندہ ستاروں میں سب سے روشن نام یار غار رسالت پاسدار خلافت، تاجدار امامت، افضل بشر بعد الانبیاء حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ہے جن کو امت مسلمہ کا سب سے افضل امتی کہا گیا ہے۔ بالغ مردوں میں آپ سب سے پہلے حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔

ابتدائی زندگی

واقعہ فیل کے تین برس بعد آپ کی مکہ میں ولادت ہوئی۔ آپ کا سلسلہ نسب ساتویں پشت پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔ آپ کا نام پہلے عبد الکعبہ تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر عبداللہ رکھا، آپ کی کنیت ابوبکر تھی۔ آپ قبیلہ قریش کی ایک شاخ بنو تیمم سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے والد کا نام عثمان بن ابی قحافہ اور والدہ کا نام ام الخیر سلمیٰ تھا۔ آپ کا خاندانی پیشہ تجارت اور کاروبار تھا۔ مکہ میں آپ کے خاندان کو نہایت معزز مانا جاتا تھا۔ کتب سیرت اور اسلامی تاریخ کے مطالعے سے ظاہر ہوتا ہے کہ بعث سے قبل ہی آپ کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان گہرے دوستانہ مراسم تھے۔ ایک دوسرے کے پاس آمد و رفت، نشست و برخاست، ہر اہم معاملات پر صلاح و مشورہ روز کا معمول تھا۔ مزاج میں یکسانیت کے باعث باہمی انس و محبت کمال کو پہنچا ہوا تھا۔ بعث کے اعلان کے بعد آپ نے بالغ مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ ایمان لانے کے بعد آپ نے اپنے مال و دولت کو خرچ کر کے موذن رسول حضرت بلال سمیت بے شمار ایسے غلاموں کو آزاد کیا جن کو ان کے ظالم آقاؤں کی جانب سے اسلام قبول کرنے کی پاداش میں سخت ظلم و ستم کا نشانہ بنایا جا رہا تھا۔

آپ کی دعوت پر ہی حضرت عثمانؓ حضرت زبیر بن العوامؓ حضرت سعد بن وقاصؓ حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ اور حضرت طلحہؓ جیسے اکابر صحابہ ایمان لائے جن کا بعد میں دربار رسالت سے عشرہ مبشرہ کی نوید عطا ہوئی۔

ارادہ ہجرت

جب قریش کے مظالم اپنی انتہا کو چھونے لگے تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو حبشہ کی جانب ہجرت کی اجازت دے دی۔ اہل ایمان کی بڑی تعداد نے اس پر لبیک کہا اور حبشہ کی جانب ہجرت کرنا شروع کر دی۔ اس موقع پر آپ بھی حکم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر سر تسلیم خم کرتے ہوئے حبشہ کے سفر پر روانہ ہو گئے۔ تاہم اہلیان مکہ میں آپ کی عزت کا یہ عالم تھا کہ آپ نے اپنے سفر کا کچھ ہی حصہ طے کیا تھا کہ کفار مکہ کے ایک طاقتور سردار ابن دغنہ سے برداشت نہ ہو سکا۔ اس نے باوجود ایمان نہ لانے کے آپ کو روک لیا اور اپنی حمایت اور پناہ پیش کر دی۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ مسلمان ہو جانے کے باوجود آپ کی مکہ میں کس قدر عزت منزلت تھی۔

القاب وخطاب

صدیق اور عتیق آپ کے خطاب ہیں جو آپ کو دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے عطا ہوئے۔ آپ کو دو مواقعوں پر صدیق کا خطاب عطا ہوا۔ اوّل جب آپ نے نبوت کی بلا جھجک تصدیق کی اور دوسری بار جب آپ نے واقعہ معراج کی بلا تامل تصدیق کی۔ اس روز سے آپ کو صدیق اکبر کہا جانے لگا۔

مدینہ ہجرت

جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو مدینہ ہجرت کا حکم دیا تو آپ کو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمسفر بننے کا اعزاز حاصل ہوا۔ اس سفر میں آپ نے تمام مواقعوں بالخصوص غار ثور میں قیام کے دوران حق دوستی ادا کر دیا۔ آپ کو اس سفر ہجرت کے حوالے سے ''ثانی الاثنین'' کے لقب سے یاد کیا گیا ہے۔

(سورۃ توبہ ۴۰)

ایثار و سخاوت

آپ کو بدر، احد، خندق، تبوک، حدیبیہ، بنی نظیر، بنی مصطلق، حنین، خیبر، فتح مکہ سمیت تمام غزوات میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہی کا شرف حاصل رہا۔ غزوہ تبوک میں آپ نے جو اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ مثال قائم کی جس کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ اس غزوہ میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ترغیب پر تمام صاحب استطاعت صحابہ نے دل کھول کر لشکر اسلامی کی امداد کی مگر ابوبکر نے ان سب پر اس طرح سبقت حاصل کی کہ آپ اپنے گھر کا سارا سامان لے آئے۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اے ابوبکر! گھر والوں کے لئے بھی کچھ چھوڑا ہے''؟ تو آپ نے عرض کی ''گھر والوں کے لئے اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی کافی ہے''۔

حیات طیبہ میں امامت

حیات طیبہ کے آخری ایام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نمازوں کی امامت کا حکم دیا۔ آپ نے مسجد نبوی میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر مصلّٰی رسول پر 17 نمازوں کی امامت فرمائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اقدام آپ کی خلافت کی طرف واضح اشارہ تھا۔

اول امیر المومنین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد صحابہ کرام کے مشورے سے آپ کو جانشین رسول مقرر کیا گیا۔ آپ کی تقرری امت مسلمہ کا پہلا اجماع کہلاتی ہے۔ بار خلافت سنبھالنے کے بعد آپ نے مسلمانوں کے سامنے پہلا خطبہ دیا۔

''میں آپ لوگوں پر خلیفہ بنایا گیا ہوں۔ حالانکہ میں نہیں سمجھتا کہ میں آپ سب سے بہتر ہوں۔ اس ذات پاک کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے، میں نے یہ منصب و امارت اپنی رغبت اور خواہش سے نہیں لیا، نہ میں یہ چاہتا تھا کہ کسی دوسرے کے بجائے یہ منصب مجھے ملے، نہ کبھی میں نے اللہ رب العزت سے اس کے لئے دعا کی اور نہ ہی میرے دل میں کبھی اس (منصب) کے لئے حرص پیدا ہوئی۔ میں نے تو اس کو بادل نخواستہ اس لئے قبول کیا ہے کہ مجھے مسلمانوں میں اختلاف اور عرب میں فتنہ ارتداد برپا ہو جانے کا اندیشہ تھا۔ میرے لئے اس منصب میں کوئی راحت نہیں بلکہ یہ ایک بار عظیم ہے جو مجھ پر ڈال دیا گیا ہے۔ جس کے اٹھانے کی مجھ میں طاقت نہیں سوائے اس کے اللہ میری مدد فرمائے۔ اب اگر میں صحیح راہ پر چلوں تو آپ سب میری مدد کیجئے اور اگر میں غلطی پر ہوں تو میری اصلاح کیجئے۔ سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت۔ تمہارے درمیان جو کمزور ہے وہ میرے نزدیک قوی ہے یہاں تک کے میں اس کا حق اس کو دلواؤں۔ اور جو تم میں قوی ہے وہ میرے نزدیک کمزور ہے یہاں تک کہ میں اس سے حق وصول کروں۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کسی قوم نے فی سبیل اللہ جہاد کو فراموش کر دیا ہو اور پھر اللہ نے اس پر ذلت مسلط نہ کی ہو۔ اور نہ ہی کبھی ایسا ہوا کہ کسی قوم میں فحاشی کا غلبہ ہوا ہو اور اللہ اس کو مصیبت میں مبتلا نہ کرے۔ میری اس وقت تک اطاعت کرنا جب تک میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ پر چلوں اور اگر میں اس سے روگردانی کروں تو تم پر میری اطاعت واجب نہیں۔ (طبری۔ ابن ہشام)

طرز حکمرانی

منتخب ہونے کے اگلے روز آپ نے قصد کیا کہ آپ اپنی تجارتی سرگرمیوں کا آغاز کریں تا کہ معاشی معاملات کو انجام دیا جا سکے۔ راستے میں حضرت عمرؓ سے ملاقات ہوئی انہوں نے آپ سے پوچھا کہ امیر المومنین آپ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تجارت کی غرض سے بازار جا رہا ہوں''۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا ''آیئے حضرت ابوعبیدہؓ کے پاس چلتے ہیں اور ان سے مشورہ کرتے ہیں۔ (واضح رہے کہ حضرت ابوعبیدہؓ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کا امین مقرر کیا تھا۔ اسی لئے بیت المال کی نگرانی بھی آپ ہی کے ذمہ تھی)۔ حضرت شیخین، امین الامت کے پاس پہنچے اور صورت حال ان کے سامنے رکھ دی۔ امین الامت نے فرمایا: ''اب ابوبکر مسلمانوں کے خلیفہ ہیں۔ مسلمانوں کے مسائل اور معاملات کے ذمہ دار ہیں۔ خلافت کے معاملات کو نبٹانے کے لئے طویل وقت اور سخت محنت درکار ہوتی ہے۔ اگر خلیفہ تجارت کریں گے تو رعایا کا حق ادا نہ کر سکیں گے، لہذا ان کی اور ان کے اہل وعیال کی ضرورت کے لئے

بیت المال سے وظیفہ مقرر کردینا چاہیے۔اب سوال یہ تھا کہ وظیفہ کی مقدار کتنی ہو؟ اس موقعہ پر حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ ''جتنا مدینے کے کسی ایک مزدور کی آمدنی ہوتی ہے اتنا کافی رہے گا'' عرض ہوا کہ اتنے کم سے تو آپ کا گزارہ نہیں ہوسکے گا'' ۔آپ نے فرمایا کہ ''اگر اس سے ایک عام آدمی کے گھر کا گزارہ ہوسکتا ہے تو خلیفہ کا بھی ہونا چاہیے۔اگر نہیں ہوسکتا تو اس کا مطلب ہے کہ ایک عام مزدور کس طرح گزارہ کرتا ہوگا'' چنانچہ خلافت اسلامی کے اس پہلے تاجدار کا وظیفہ ایک عام مزدور کے مساوی مقرر ہو۔بعد ازاں آپ نے اس قلیل رقم میں مزید کمی کروادی۔واقعہ یوں ہے کہ آپ کو میٹھا مرغوب تھا۔اب روز جو مقدار بیت المال سے عطا ہوتی اس میں ہی گزارہ کرنا دشوار تھا، میٹھا کہاں سے آتا؟ آپ کی زوجہ محترمہ نے یہ کیا کہ روز جو آٹا بیت المال سے آتا تھا اس میں سے چٹکی چٹکی جمع کرنا شروع کردیا۔جب اس کی مقدار زیادہ ہوگئی تو ایک روز میٹھا تیار کرکے دسترخوان پر رکھا گیا۔آپ نے فرمایا ''یہ کہاں سے آیا؟'' زوجہ محترمہ نے عرض کیا ''گھر میں بنایا ہے'' آپ نے فرمایا ''جو مقدار ہم کو روزانہ ملتی ہے اس میں تو اس کی تیاری ممکن نہیں؟'' زوجہ محترمہ نے سارا ماجرہ عرض کیا۔آپ نے یہ سن کر فرمایا ''اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہم کو اتنی مقدار (جو روز کفایت کی گئی) ہم کو روزانہ زیادہ ملتی ہے اس سے کم میں بھی گزارہ ہوسکتا ہے لہذا اس کو بیت المال میں داخل کروادیا جائے اور آئندہ سے روزانہ ملنے والے وظیفے سے یہ مقدار کم کردی جائے۔

یہ ایک تاریخ ساز حقیقت ہے کہ خلیفہ المسلمین، جانشین پیمبر حضرت ابوبکر صدیق سے خلافت کا منصب وذمہ داری سنبھالتے ہی پہلے روز اپنے خطبے میں جس منشور کا اعلان فرمایا پورے دور خلافت میں اس کے ہر حروف کی مکمل پاسداری کی۔آپ کی دینی و مذہبی خدمات تاریخ اسلام کا روشن باب ہیں۔ مغربی مورخین (جو عموماً تاریخ اسلام کے واقعات بیان کرنے میں تعصب اور جانبداری سے کام لیتے آئے ہیں) عہد صدیقی کی کچھ ان الفاظ میں تشریح کرتے ہیں۔'' حضرت ابوبکر کا دور گو کہ نہایت مختصر تھا مگر خود اسلام، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور کا اتنا احسان مند نہیں جتنا ابوبکر صدیق کا ہے۔

کارہائے نمایاں

جیش اسامہ کی روانگی

اس لشکر کی تشکیل رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عہد مبارکہ میں ہی کردی تھی تاہم آپ کے وصال کے بعد ریاست الاسلامی کو درپیش اندرونی و بیرونی خطرات کے پیش نظر صحابہ کرام کی اکثریت اس لشکر کی فوری روانگی کے حق میں نہیں تھی۔اس موقع پر آپ نے موقف اختیار کیا کہ اس لشکر کی تشکیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود فرمائی ہے اس لئے اس کی روانگی میں کسی قسم کی تاخیر مناسب نہیں۔اس لشکر نے زبردست کامیابیاں حاصل کیں اور فتوحات شام کا دروازہ کھول دیا۔

فتنہ منکرین زکوٰۃ

خلیفہ منتخب ہونے کے بعد سب سے پہلے جس فتنہ نے سر اٹھایا وہ منکرین زکوٰۃ کا تھا۔آپ نے فیصلہ کیا کہ ان منکرین کے خلاف جہاد کیا جائے گا کیونکہ یہ غریبوں کو ان کا حق نہیں دیتے۔آپ نے اعلان کیا کہ تمام انسانوں کی ضروریات یکساں ہیں اس لئے سب کو یکساں معاوضہ دیا جائے اور ان کی ضروریات بیت المال سے پوری کی جائیں۔

انسداد فتنہ ارتداد

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور کے شروع میں فتنہ ارتداد زوروں پر تھا لیکن صدیق اکبر کی مستقل مزاجی اور صبر سے اسلام پر خطرناک ترین دور بخیر و عافیت ان کی موجودگی میں ختم ہوا اور عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ یقینی بنایا گیا۔آپ نے اس فتنہ کے انسداد کی مہم پر حضرت خالد بن ولید کو مامور کیا جنہوں نے کئی مرتدین بشمول مدعی باطل طلیحہ اور مسلمہ کذاب جیسے خطرناک عناصر کا مکمل خاتمہ کردیا۔

تسخیر عراق وشام

آپ نے مملکت اسلامیہ کے دونوں جانب موجود اس وقت کی بڑی طاقتوں

کوللکارا۔ ایک جانب شام پر تسخیر کی خاطر پہلے حضرت اسامہ بن زید کے لشکر کو شام روانہ کیا جس نے قیصر روم کی افواج کو شکست فاش دے کر شام کی فتوحات کا آغاز کیا۔ بعدازاں حضرت ابوعبیدہ ابن الجراح اور یزید بن ابوسفیان کی قیادت میں لشکر کشی جاری رہی یہاں تک کہ یہ جنگی لحاظ سے اہم ترین صوبہ قیصر روم کے اقتدار سے نکل کر اسلامی خلافت کا حصہ بن گیا۔

دوسری جانب حضرت خالد بن ولید اور حضرت مثنیٰ بن حارثہ جیسے مایہ ناز جرنیلوں کے زیر قیادت فوجیں روانہ کر کے شاہ کسریٰ کے اقتدار پر زبردست ضرب لگائی۔

تدوین قرآن

عہد خلافت میں آپ کے زریں کارناموں میں ایک قرآن پاک کو یکجا کر کے ایک مصحف کی تشکیل کرنا ہے۔ اس کی ضرورت اس لئے محسوس ہوئی کہ عربوں میں حافظہ کی قوت کو نہایت اہمیت حاصل تھی۔ کسی بھی چیز کو حافظہ کی بنیاد پر یاد رکھنا، تحریری صورت میں یاد رکھنے پر فوقیت رکھتا تھا۔ اسی لئے صحابہ کرام کی ایک بڑی تعداد کو قرآن کریم کا بیشتر حصہ حفظ تھا۔ عہد صدیقی میں جنگ یمامہ ہوئی جس میں حفاظ کرام صحابہ کی ایک بڑی تعداد نے جام شہادت نوش فرمایا۔ اس موقع پر حضرت عمر فاروق کو یہ خدشہ لاحق ہوا کہ آنے والے دور میں حفاظ کی کمی کے باعث قرآن کریم میں اختلاف پیدا نہ ہو جائے۔ آپ نے یہ رائے صدیق اکبر کے سامنے رکھی کہ قرآن پاک کو ایک کتابی شکل میں مرتب کیا جائے۔ آپ نے اول تو انکار کیا مگر جب اکابر صحابہ نے اصرار فرمایا تو آپ (صدیق اکبر) نے اس کو قبول فرمالیا اور کاتب وحی حضرت زید بن ثابت کو اس قرآن پاک کو ایک مجموعہ کی شکل میں مرتب کرنے کا حکم دیا جنہوں نے صحابہ کرام کے سینوں میں محفوظ اور متفرق اوراق کو یکجا کر کے یہ خدمت انجام دی۔ بعدازاں حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں اسی صحیفہ سے نقول کروا کر دیگر صوبہ جات میں بھجوائی گئیں۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت صحابہ کرام کے دلوں میں اپنے خطبے کے ذریعے تسکین قلب پیدا کرنا اور امت میں انتشار کے خدشہ کے پیش نظر بار خلافت قبول فرمالینا، قرآن کریم کی تدوین مرتدین اور منکرین زکوٰۃ سے اعلان جہاد، حضرت اسامہ بن زید کی قیادت میں شام کی جانب لشکر روانہ کرنا اور اس عزم پر ثابت قدم رہنا، مملکت شام کی جانب افواج کی روانگی اور انہیں کمک پہنچانا، خلافت اسلامی کی جغرافیائی اور نظریاتی سرحدوں کے دفاع و استحکام اور عامۃ المسلمین کی فلاح کے لئے اقدامات، اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے تمام ممکنہ تدابیر اختیار کرنا آپ کی دینی و مذہبی خدمات کے کارہائے نمایاں شمار ہوتے ہیں۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں

میں نے جس شخص پر اسلام پیش کیا اس نے پس و پیش سے کام لیا مگر ایک واحد ابوبکر تھے جنہوں نے میری ایک آواز پر لبیک کہا اور اسلام قبول کیا۔ ابوبکر کے مال نے مجھے جتنا نفع پہنچایا اتنا نفع مجھے کسی کے مال سے نہیں پہنچا۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق نے روتے ہوئے عرض کیا ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اور میرا مال سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ہے۔

میں اگر اللہ کے سوا کسی کو اپنا دوست و خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا۔ (حدیث)

ایک موقع پر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آج سے مسجد نبوی میں کھلنے والی تمام کھڑکیاں اور دروازے بند کر دیئے جائیں۔ آئندہ صرف ابوبکر کا دروازہ کھلا رکھا جائے گا۔

آپ امت پر اتنے شفیق تھے کہ ایک روز سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''میری امت پر ان میں سب سے مہربان ابوبکر ہیں''۔ (ترمذی)

تم (ابوبکر صدیق) غار میں بھی میرے ساتھ رہے اور بروز قیامت حوض کوثر پر بھی میرے ہمراہ ہو گئے۔ (ترمذی)

انبیا کرام کے سوائے سورج کبھی ابوبکر سے بہتر آدمی پر طلوع نہیں ہوا۔

کسی قوم کے لئے بہتر نہیں کہ ان میں ابوبکر ہوں اور ان کی امامت کوئی دوسرا کرے۔

اے ابوبکر! تم کو اللہ جل شانہ نے آتش جہنم سے آزاد کر دیا ہے۔ اسی روز سے آپ کا لقب عتیق مشہور ہو گیا۔

ایک روز آپ نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم! کیا کوئی شخص ایسا بھی ہے جس کو بروز قیامت جنت کے تمام دروازوں سے بلایا جائے گا؟'' سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''ہاں ابوبکر! مجھے امید ہے کہ تم انہی لوگوں میں سے ہو'' (بخاری)

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز ارشاد فرمایا ''ہم نے ہر شخص کے احسان کا بدلہ چکا دیا مگر ابوبکر کے احسانات ایسے ہیں کہ ان کا بدلہ اللہ جل شانہ ہی عطا فرمائے گا''۔

آپ کو یہ اعزاز بھی تنہا حاصل ہے کہ آپ کی مسلسل چار نسلوں کو شرف صحابیت حاصل ہوا۔ آپ کے والد گرامی حضرت ابی قحافہ آپ خود، آپ کے صاحبزادے عبدالرحمٰن اور پوتے ابوعتیق محمد بھی شرف صحابیت سے مشرف ہوئے۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری زندگی آپ پر کسی دوسرے کو فضیلت نہیں دی۔

صحابہ کی نظر میں

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ''حضرت ابوبکر ہمارے سردار، ہمارے بہترین فرد، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم سب سے زیادہ محبوب تھے۔ ایک موقع پر حضرت عمر فاروق نے ارشاد فرمایا کہ ''اگر ابوبکر شب ہجرت میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اور مرتدین سے قتال کا کارنامہ دے کر میری ساری عمر کے اعمال لے لیں تو میں سمجھوں گا کہ میں ہی فائدے میں رہا۔

حضرت عمر ارشاد فرماتے ہیں کہ ''ابوبکر نے ایسا راستہ اختیار کیا کہ اپنے بعد آنے والے کو مشقت میں ڈال گئے''۔ اس عظیم خلیفہ نے ہر معاملے میں اپنا ہی معیار رکھا جو اس وقت کسی عام مزدور کا ہوا کرتا تھا۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں ''کہ قسم ہے اس رب کی جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری رسول بنا کر بھیجا اور ابوبکر سے اس کی تصدیق کروائی'' (تاریخ خلفاء)

حضرت معصب بن عمیرؓ فرماتے ہیں ''اس امر پر تمام امت کا اتفاق ہے کہ حضرت ابوبکر کا لقب صدیق ہے کیونکہ آپ نے بے خوف و نڈر رہ کر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی اور اس میں کسی قسم کی کوئی جھجک سرزد نہیں ہوئی۔

وفات

۲۲ جمادی الثانی ۱۳ ہجری بمطابق ۲۳ اگست ۶۳۴ کو آپ نے ۶۳ برس کی عمر میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ اپنی وفات سے پہلے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں کو ترغیب دی کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ تسلیم کر لیں۔ لوگوں نے آپ کی ہدایت پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ تسلیم کر لیا۔ وفات کے وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وہ تمام رقم جو کہ بطور وظیفہ آپ رضی اللہ عنہ نے بیت المال سے دوران خلافت لی تھی اپنی وراثت سے بیت المال کو واپس کر دی۔ آپ کی مدت خلافت تین ماہ اور گیارہ دن تھی۔ زندگی میں جو عزت و احترام آپ کو ملا۔ بعد وصال بھی آپ اسی کے مستحق ٹھہرے اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں محو استراحت ہوئے۔ آپ کی لحد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں جانب اس طرح بنائی گئی کہ آپ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ مبارک تک آتا ہے۔

اقوال

تم میں سے کوئی شخص دوسرے کی تحقیر نہ کرے، کیونکہ اللہ جل شانہ کے نزدیک ادنی درجے کا مسلمان بھی اعلیٰ درجہ رکھتا ہے۔ ہم نے بزرگی کو تقوئی میں، بے نیازی کو یقین میں اور عزت کو تواضع میں پایا۔ اللہ جل شانہ وہی اعمال قبول فرماتا ہے جو صرف اس کی رضا کے لئے کئے جائیں۔ جس نے پنج وقتہ نمازیں پابندی وقت کے ساتھ خشوع و خضوع سے ادا کیں تو وہ اللہ کی حفاظت میں آ گیا۔ اے لوگوں! اللہ کے خوف سے رو، اگر رونہ سکو تو رونے کی کوشش ضرور کرو مسلمانوں کا حق مارنے والے پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے۔ جس جسم کی غذا حرام ہو وہ جہنم میں داخل کیا جائے گا۔ سچ بولنا اور نیکی کرنا جنت اور جھوٹ بولنا اور بدکاری کرنا دوزخ ہے۔ جس کام کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کا وعدہ فرمایا ہے اس کے کرنے میں جلدی کرو۔

☆☆☆☆

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

از۔قاری غلام رسول صاحب

ترجمہ:’’اور پہلے سبقت لے جانے والے مہاجرین اور انصار میں سے اور وہ جنہوں نے نیکی میں ان کی پیروی کی، اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے اور اس نے ان کے لئے باغ تیار کئے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ انہیں میں ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔‘‘

(سورۃ التوبہ آیت100)

مہاجرین اسلام کی اصطلاح میں وہ لوگ ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی وجہ سے اپنے وطن چھوڑنے پڑے یہاں تک کہ فتح مکہ کے بعد عموماً ترک وطن کی ضرورت نہ رہی۔اور انصار اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک گروہ کا نام ہے اور یہ اہل مدینہ کا گروہ ہے جن کی وجہ سے دین اسلام کو وہ عظیم الشان نصرت ملی کہ سب مسلمان ہجرت کر کے وہاں چلے گئے۔

سابقون اولون سے کیا مراد ہے؟

بعض نے کہا!وہ جنہوں نے دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی۔بعض نے کہا! اہل بدر، بعض نے اہل بیعت رضوان، بعض نے کہا جو ہجرت سے پہلے ایمان لائے اور انصار میں سے سابق اول اہل بیعت عقبہ اولیٰ وثانیہ کو کہا ہے۔لیکن اکثر اس طرف گئے ہیں کہ اس سے مراد کل مہاجرین اور انصار ہیں اور سابق اول ہونا بلحاظ دوسرے مسلمانوں کے ہے مگر اصل بات یہ ہے کہ سابق اور اول ہونے میں گو زمانہ کو بھی خاص دخل حاصل ہے۔اس لئے کہ جس قدر مصائب اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اسی قدر زیادہ کمالِ ایمان بھی ان لوگوں کو حاصل ہوا اور جو لوگ پہلے ایمان لائے ان میں سے اکثر نے بڑی بڑی ترقیاں کیں مگر سابق اول ہونے سے اصل مراد اعمال صالحہ کے لحاظ سے سابق ہونا اور دوسروں کے لئے مقتدا ہونے کے لحاظ سے اول ہونا ہے۔

(بیان القرآن جلد اوّل ص605)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے پہلے پہل ایمان لانے والے تمام صحابہ کرام کی مدح بیان فرمائی ہے خواہ وہ مہاجرین ہوں یا انصار میں سے ہوں۔خلیفہ اوّل امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی سابقین اولین میں سے ہیں۔جن سے اللہ راضی ہوا اور جن لوگوں نے احسان اور نیکی میں ان کی پیروی کی ان سے بھی اللہ راضی ہوا اور ان سب کے لئے جنت کی بشارت ہے۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وہ خوش قسمت شخصیت ہیں جن کو مالی وجسمانی ہر لحاظ سے دین کی خدمت کا موقع ملا۔آپ نوجوانوں اور آزاد مردوں میں سب سے پہلے ایمان لائے اور مسلمان ہونے کے وقت آپ کے پاس چالیس ہزار درہم تھے۔وہ سب خدمتِ دین کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیئے۔آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ اور جانشین اوّل ہونے کا شرف حاصل ہوا۔سرکار دو عالم خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امام الصحابہ مقرر فرمایا اور یہ آپ کی خدمت کی طرف اشارہ تھا۔نیز یہ اس طرف بھی اشارہ تھا کہ مسلمانوں کے معاملات کا متولی اور امیر وحاکم وہی ہو سکتا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مصلی کا وارث اور اہل ہو۔چنانچہ جو لوگ دینی علوم سے بے بہرہ اور مصلیٰ رسول کے اہل نہ ہوں وہ فاسق و فاجر حکمران تو ہو سکتے ہیں مگر وارثِ رسول اور جانشین رسول نہیں ہو سکتے۔حضرت ابوبکر

صدیق رضی اللہ عنہ نے خلیفہ ہونے پر پہلا خطبہ دیا اور فرمایا:

''لوگوں میں تم پر امیر بنایا گیا ہوں مجھے اس کی خواہش نہیں تھی نہ میں تم سے بہتر ہوں اب تم میری اطاعت کرنا جب تک میں اللہ اور رسول کی اطاعت کروں۔اور اگر میں اللہ اور رسول کی اطاعت سے انحراف کروں تو مجھے سیدھا کر دینا تمہارا طاقتور میرے نزدیک کمزور ہے جب تک میں اس سے حق وصول نہ کرلوں اور تمہارا کمزور میرے نزدیک طاقتور ہے جب تک میں اس کا حق نہ لے لوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''انبیاء کرام کے بعد سب سے افضل صدیقیت کا مقام ہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ لقب عطا فرمایا چنانچہ حضرت اقدس اپنی کتاب ''سر الخلافہ'' میں سورۃ النساء کی آیت 69 کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: کہ یہ لقب امت میں صرف آپ کو ملا، آپ مقام فنا فی الرسول پر تھے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے رنگ میں رنگین ہوگئے تھے۔ چنانچہ جس طرح آپ نے ظاہری زندگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی اور سفر وحضر اور صلح و جنگ میں آپؐ کے ساتھ رہے اسی طرح بعد وصال بھی خدا تعالیٰ نے آپؓ کو اپنے محبوب رسولؐ کے ساتھ ملا دیا۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ اطہر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ حضرت اقدسؑ اپنی دوسری کتاب ''ایک غلطی کا ازالہ'' میں فرماتے ہیں: قرب الٰہی کے تمام راستے بند ہیں صرف سیرت صدیقی کی کھڑکی کھلی ہے۔ یعنی اتباع ومحبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو اس راستے سے آتا ہے وہی خدا کو پاتا ہے۔ قرآن کریم کی متعدد آیات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عظمت وفضیلت کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ جن میں آیت استخلاف سورۃ نور آیت 55 بھی ہے۔

حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں:

''اس آیت کے مصداق صرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں کیونکہ ان کے دورِ خلافت میں خوفِ امن سے بدل گیا اور اسلامی نظام زندگی اپنی اصلی صورت میں قائم ہوگیا۔ ہر قسم کے شرک کا خاتمہ ہوگیا اور دین خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہوگیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دورِ حکومت ایک مثالی زمانہ تھا جس میں تمام فتنوں کا قلع قمع ہوگیا اور دین اپنی مثالی شکل میں قائم ہوگیا۔ آخر میں حضرت اقدسؑ کا ایک قصیدہ جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام کی مدح میں ہے۔ اس کے چند اشعار کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے:

(۱): سنبھل جا صحابہؓ کی ہجو نہ کر اور ڈر ہر فریبی کے پیچھے مت چل اور بصیرت سے کام لے۔

(۲): میں ابوبکرؓ کو صبح کے سورج کی طرح پاتا ہوں۔ آپ کے مناقب واخلاق ایک روشن ضمیر انسان کی نگاہ میں مقبول ہیں۔

(۳): وہ (ابوبکرؓ) مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے آپؐ کے سایہ کی مانند تھا اور جب بھی مصطفےٰ نے اشارہ کیا تو وہ بہادر کی طرح اُٹھ کھڑا ہوا۔

(۴): اس نے دین کی نصرت کے لئے اپنے گھر کے اموال دے دیئے، سوائے ناچیز اور معمولی اشیا کے۔

(۵): اور جب ہمارے نبیؐ نے اسے رفاقت کے لئے بلایا تو وہ موت پر شوق کے ساتھ آگے بڑھا اور وہ پیٹھ پھیرنے والا نہ تھا۔

(۶): خدا کی قسم میں تمام صحابہ میں کسی کو ابوبکرؓ کی طرح پاکیزہ دل والا نہیں پاتا۔

(۷): صحابہؓ نے بخوشی اس کی بذرگی کے باعث اس کا انتخاب کیا او رسمندر کو غلبہ حاصل ہے ہر دریا پر۔

(۸): اور مہیمن رب صدیقؓ کی مدح کرتا ہے پس اے مسکین تو کیا چیز ہے اگر تو عیب لگاتا ہے۔

☆☆☆☆

نجم ثاقب

از: عامر عزیز الازہری

ستاروں کی دنیا بھی عجیب ہے۔ کبھی دیومالائی قصوں کی طرح دل کو لبھاتی ہے تو کبھی سائنس فکشن (Fiction) کی طرح سحر انگیز دنیا کے جلوے انسانی عقل و شعور کو خیرہ کر دیتے ہیں۔ کبھی ستارے ٹمٹماتے ہیں تو آنکھوں میں بسے اندھیرے روشنی سے جگمگا اٹھتے ہیں اور کبھی چراغ سحری کی مانند جل کر بجھ جاتے ہیں تو یاس و ناامیدی کی اتھاہ گہرائیوں میں لے جاتے ہیں۔

انسان کی زندگی اور وجود بھی ان ٹمٹماتے جگمگ ستاروں کی مانند ہے۔ یہ ستارے ایک اندھیری رات میں نکلتے ہیں۔ روشنی بکھیرتے ہیں اور پھر ایک حسین صبح کی دلفریب کشش میں طرح دے کر بجھ جاتے ہیں۔ اس دنیا میں بے شمار انسان آئے اور چلے گئے اور باقی چلے جائیں گے، باقی رہے گا تو نام صرف اللہ واحد کا۔ مگر چند نفوس وہ بھی ہوتے ہیں جن کے جانے سے محفل بے رونق اور مجلس بے آباد ہو جاتی ہے کیونکہ یہ وہ بشر ہوتے ہیں جو تاریخ میں اپنے نقوش چھوڑ جاتے ہیں اور اپنے ہم عصروں کو اپنی کمی کا احساس دلا جاتے ہیں۔ یہ وہ انسان ہوتے ہیں جو تاریخ کا رُخ بدلنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور تاریخ میں امر ہو جاتے ہیں۔

ایسا ہی ایک نجم ثاقب ہمیں بھی داغ مفارقت دے گیا جس کا وجود ہم سب کے لئے روشنی، امید، حوصلہ، ہمت اور جرات کا نشان تھا۔ عبدالغفور ثاقب مرحوم و مغفور ان چند انسانوں میں شمار ہوتے ہیں جن کی زندگی بھی قابل رشک ہوتی ہے اور جن کی موت بھی حیاتِ نو کا پیغام دیتی ہے۔ انہی جیسی شخصیات کے لئے ساغر صدیقی نے کیا خوب کہا ہے:

وقارِ انجمن ہم سے فروغِ انجمن ہم ہیں
سکوتِ شب سے پوچھو صبح کی پہلی کرن ہم ہیں
ہمیں سے گلستان کی بجلیوں کو خاص نسبت ہے
بہاریں جانتی ہیں رونقِ صحنِ چمن ہم ہیں
بہرصورت ہماری ذات سے ہیں سلسلے سارے
جنون کی سادگی ہم ہیں خرد کا بانکپن ہم ہیں

عبدالغفور ثاقب صاحب واقعی وقارِ انجمن تھے۔ آپ کی ساری زندگی LDA جیسے محکمہ میں گذری اور ایسی زندگی جو تقویٰ کے حقیقی معنوں سے رنگین تھی۔ اس محکمہ میں جس طرح انہوں نے نیک نامی کمائی وہ ایک ولی کی خصوصیت سے کم نہیں۔ انہوں نے ایک دفعہ مجھے بتایا کہ جب ان کی ریٹائرمنٹ کا وقت آیا تو پاکستان کے ایک مشہور بزنس مین نے انہیں بلایا اور کہا کہ پینشن لینے کے بعد آپ میرے پاس چلے آئیں اور میرے دفتر کو سنبھالیں۔ مرحوم نے جواب دیا کہ حضور ایسا نہیں کر سکتا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ آپ مجھے جس کام کے لئے بلا رہے ہیں وہ میں کر نہیں سکتا اور اس کے بغیر آپ مجھے رکھ نہیں سکتے۔ وہ صاحب یہ چاہتے تھے کہ آپ LDA میں اپنا اثر ورسوخ استعمال کر کے ان کے کام کو آسان بنائیں گے۔ مگر شاید وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ ثاقب صاحب جیسے افراد کے لئے دنیا کی حرص اور لالچ خاکِ پا جتنی اہمیت بھی نہیں رکھتی۔

میرے والد مرحوم نے جب اپنا مکان بنانے کا ارادہ کیا تو ثاقب صاحب کے دفتر گئے اور نقشہ بنوانے کے لئے ان سے درخواست کی تو انہوں نے اپنے ساتھی دوستوں کے پاس بھیجا۔ میرے والد صاحب مرحوم فرماتے تھے کہ جب میں اس دفتر میں پہنچا تو تمام عملے نے اپنا کام چھوڑ کر کہا کہ اے جی ثاقب کا بندہ آیا ہے پہلے اس کا کام کرو اور ایک چھوڑ مکان کے لئے تین نقشے بنا کر دے دیئے۔ اور ہمارا کھلا بٹ ٹاؤن شپ میں مکان انہیں میں سے ایک نقشے کے مطابق بنایا گیا۔

آپ نہایت ہی نفیس اور حساس طبیعت کے مالک تھے۔لباس نہایت ہی عمدہ اور فیشن کے مطابق پہنتے تھے۔لباس کی نفاست کی وجہ سے ہی آپ کی طبیعت حساس تھی۔مزاج میں شائستگی مگر ہمت اور حوصلے میں پختگی اور اولعزمی پائی جاتی تھی۔

قرآن کریم کی عمدہ تلاوت سننے کا شوق تھا اور خود بھی قرآن کریم پوری خوش الحانی سے تلاوت کرتے تھے۔آپ نے تلاوت قاری بوستان مرحوم و مغفور سے سیکھی تھی جو نابینا تھے اور ان کی بہت تعریف کیا کرتے تھے۔آپ نے اپنی زندگی کے آخری کئی سال یہ مشن بنالیا تھا کہ تمام رمضان صبح کی نماز احمدیہ بلڈنگس مسجد میں جا کر خود امامت کیا کرتے تھے۔گذشتہ سال تک آپ نے یہ سعادت حاصل کی۔

آپ ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے۔آپ خدا تعالیٰ کی صفت ھـــو الـمـصـور کا مظہر تھے۔آپ جس قدر حساس تھے اسی قدر بہترین مصور تھے۔ آپ کو مصوری پر انعامات بھی ملے تھے۔اور جس زمانے میں ایران کا شہنشاہ اور اس کی ملکہ پاکستان آئے تو آپ کی تصاویر کو نمائش کے لئے پیش کیا گیا۔آپ نے اپنی شاہکار پینٹنگز انجمن کو صد سالہ موقع پر عنایت کر دیں کہ ان کو فروخت کر کے تمام چندہ اشاعت اسلام و قرآن میں لگا دیا جائے ۔ اور آپ کی تمام Paintings ایک خطیر رقم سے فروخت ہوئیں ۔آپ عمدہ خطاط بھی تھے اور آپ کی بے شمار نادر تصاویر میں قرآنی آیات، اللہ تعالیٰ کے اسماء اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک جھلکتا دکھائی دیتا ہے۔

آپ کا یادگار کارنامہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جائے وفات کی تزئین و آرائش کا ہے ۔آپ نے اپنے ہاتھوں سے پرانی اینٹوں ، پرانے دروازوں، پرانے لکڑی کے تختوں کا انتخاب کیا اور دن رات وہاں کھڑے ہو کر اپنی زیرنگرانی اس کمرے کو تیار کیا۔ یہ بھی آپ کے حسن ذوق اور ایثار کا شاہکار ہے۔

آپ کو آثار قدیمہ جمع کرنے کا بھی شوق تھا اور آپ کا گھر ایک عجائب گھر کا سماں پیش کرتا تھا۔آپ کو نایاب اشیاء اکٹھی کرنے کا از حد شوق تھا۔ جب راقم الحروف2004ء میں مصر جانے لگا تو انہوں نے مجھ سے صرف ایک فرمائش کی کہ وہاں سے ان کے لئے مصری فراعنہ کی کوئی ایک مورتی لاؤں خواہ وہ کتنی ہی قیمتی کیوں نہ ہو۔اللہ کا شکر ہے کہ ان کی خواہش اس عاجز کو پوری کرنے کی توفیق ملی۔سالانہ دعائیہ کے موقع پر جب بھی کوئی پرانی جیولری کوئی بزرگ خاتون اپیل پر پیش کرتیں تو وہ پہلے خریدار ہوتے تھے۔

ثاقب صاحب مرحوم و مغفور مجلس منتظمہ اور معتمدین کے ممبر تھے اور بہت لمبے عرصے تک انہوں نے یہ خدمت سرانجام دی۔ان کی یہ خصوصیت تھی کہ تمام ایجنڈے اور ان کے فیصلہ جات کی فائل ان کے پاس ہوتی تھی اور اگر وہ کسی وجہ سے میٹنگ میں نہ آسکتے تھے تو پہلے سے مطلع کرتے تھے کہ وہ اس میں شرکت نہیں کرسکیں گے۔آپ صاحب الرائے شخصیت تھے اور آپ کا مشورہ ہمیشہ عملی، جامع اور مثبت ہوتا تھا۔آپ کی رائے کو ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔

آپ کی اصول پسندی سب سے حیران کن خاصیت تھی ۔آپ جب ریٹائر ہو گئے تو حضرت امیر سوئم ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب نے اور بعد ازاں دیگر بزرگان سلسلہ نے ان سے متعدد بار درخواست کی کہ وہ انجمن کی خدمت کے لئے بطور جنرل سیکرٹری کے خدمات سرانجام دیں مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ جوانی تو میں نے سرکاری ملازمت میں گذار دی ہے ۔ اب اس عمر میں یہ کام نہیں کرسکتا کہ خدا کو کیا جواب دوں گا۔اگر چہ میں ان کی اس دلیل سے کبھی متفق نہیں ہوا مگر اصول پسندی کے قانون کو سامنے رکھا جائے اور ان کی بلند سوچ اور اعلیٰ ظرفی کو دیکھا جائے تو ان کا نقطہ نظر بالکل درست تھا چونکہ وہ خود اعلیٰ معیار پر تھے اور اسی معیار کو پسند کرتے تھے اس سے کم تر ان کے لئے قابل قبول نہ تھا۔

آپ اپنے بزرگوں کی عزت تو کرتے ہی تھے مگر بزرگوں کے دوستوں کی اولاد سے بھی اتنا ہی پیار کرتے تھے ۔حبیب الرحمٰن صاحب اور عبد القیوم صاحب (ٹاہلی ہزارہ) اور دیگر بزرگان جن کے والد کا تعلق ان کے بزرگوں

سے تھا ان سے از حد محبت کرتے تھے۔ جب کبھی یہ بزرگ لاہور تشریف لاتے تو آپ ان کو گھر دعوت دیتے اور ان سے بزرگوں کی یادیں تازہ کرتے تھے۔

آپ مردم شناس انسان تھے اور اگر کوئی شخص ان کے معیار کے مطابق قابل اعتبار اور لائق اعتماد نہ ہوتا تو اس سے محض رسمی تعلق رکھتے تھے۔ نمود و نمائش اور دکھاوا آپ کے قریب بھی نہ پھٹکتا تھا۔ کسی بات کا برا مناتے تو اس کا اظہار علی اعلان کرتے اور کبھی اپنے دل میں بات نہیں رکھتے۔

الغرض آپ بے شمار نیکیوں اور خوبیوں کے منبع تھے۔ اپنے غریب اقرباء کا خیال رکھتے تھے اور ان کی مدد کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے۔ آپ بردباری، شرافت اور نجابت کا مرقع تھے۔ آپ نے بھرپور زندگی گذاری اور پورے رنگ ڈھنگ سے جیے۔ یہی تو ایک کامیاب انسان کی زندگی کا معیار ہوتا ہے۔

ایک اعلیٰ سیرت کا نمونہ خوبصورت انسان ہم سے جدا ہو گیا۔ اس جدائی سے سارے چمن کی رنگت ہی پھیکی پڑ گئی۔ ایک ستارہ روشنی بکھیرتا چراغ سحری کی مانند ایک نئی صبح کی امید جگاتا ہوا ہم سے چلا گیا۔ ہم اس نجم ثاقب کے جانے سے غمگین بھی ہیں اور اداس بھی۔ مگر اللہ کی رضا کے سامنے سر جھکاتے ہیں کہ:

اک نہ اک دن پیش ہوگا تو خدا کے سامنے
چل نہیں سکتی کسی کی کچھ قضا کے سامنے

اللہ مرحوم کو جنت الفردوس کے اعلیٰ ترین مقامات عطا فرمائے۔ اور ان کو اپنے ان نیک بندوں میں شامل کرے جن کے بارے میں اس کا ارشادہ ہے:

لا خوف علیهم ولا هم یحزنون

☆☆☆☆

احمدیہ انجمن لاہور کا ''صد سالہ یوم تاسیس''

اللہ رب العزت کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ احمدیہ انجمن لاہور کو قائم ہوئے ایک صدی پوری ہو چکی ہے اور انجمن نے اس عرصہ میں جو کامیابیاں حاصل کیں وہ سنہری حروف میں لکھے جانے کے لائق ہیں۔ بے شک اللہ ہی عزت دینے والا ہے اور ہماری کامیابیاں اُسی کے مرہون منت ہیں۔

ہماری اندرون ملک اور بیرون ملک شاخیں پھل پھول رہی ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو جاری وساری رکھے ہوئے ہیں۔

اسی سلسلہ میں 3 مئی 2014ء کو ''یوم تاسیس'' منایا گیا جس میں تمام مقررین نے انجمن کی مساعی اور بے نظیر کامیابیوں پر روشنی ڈالی۔ تقریب کا آغاز محترم فضل حق صاحب نے تلاوت قرآن کریم سے کیا۔ ملفوظات مسیح موعود علیہ السلام طیب اسلام صاحب نے پڑھ کر سنائے۔ منظوم کلام محترمہ ثوبیہ رحمٰن صاحبہ نے پڑھ کر سنایا۔ مقررین میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے آسٹریلیا سے اور ڈاکٹر حامد رحمٰن صاحب نے امریکہ سے انٹرنیٹ کے ذریعہ حاضرین سے خطاب کیا۔

جنرل سیکرٹری صاحب، محی الدین صاحب، میجر (ر) اعجاز الحق بٹ صاحب، قاری غلام رسول صاحب، ایاز عزیز صاحب نے مختلف پیرائے میں انجمن کی خدمات پر روشنی ڈالی۔ تمام مقررین نے اپنی تقاریر میں خصوصی طور پر انجمن کی دینی اور سماجی خدمات کا ذکر کیا ہے اور اس بات پر خوشی اور شکر کا اظہار کیا کہ اس چھوٹی سی جماعت نے کس طرح قرآن کے دوسری زبانوں میں تراجم کرا کر دنیا بھر میں تقسیم کیے۔ اور یوں حضرت صاحب کی چیدہ چیدہ تصانیف کا بھی عربی سے اُردو اور دیگر زبانوں میں تراجم کر کے دنیا کے تمام ممالک میں شائع کیے۔

تقریب میں احباب و خواتین کی کثیر تعداد نے مختلف علاقوں سے شرکت کی۔ تقریب کے اختتام پر حاضرین کی خدمت میں ظہرانہ دیا گیا اور یوں یہ تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔

تقویٰ اور خدا کی بندگی

از: ملک بشیر اللہ خان راسخ

درحقیقت انسان کا تقویٰ تب متحقق ہوتا ہے جبکہ اس پر کوئی مصیبت وارد ہو اور جب وہ صبر دکھائے اور خدا کی مرضی مقدم کرے اور ثابت قدمی دکھائے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اور اس کے صبر اور استقامت کے اجر کے طور پر اس کی مشکلات کو دور فرما دیتا ہے۔اسی لئے حدیث میں آتا ہے کہ:

''**الاستقامت فوق الکرامت**'' کہ استقامت وہ نتائج دکھاتی ہے جو کرامت سے بھی بڑھ کر ہوتے ہیں۔جب اللہ کا بندہ آرام کی زندگی کو چھوڑ کر تلخی کی زندگی کو قبول کر لے تب انسان کو حقیقی تقویٰ حاصل ہوتا ہے۔

استقامت سے خدا تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔کمال استقامت یہ ہے کہ چاروں طرف بلاؤں نے گھیر رکھا ہو اور خدا کی راہ میں جان اور عزت اور آبرو خطر میں ہو اور کوئی اُمید کی کرن نظر نہ آتی ہو۔اس وقت بے صبری اور واویلا نہ کرے اور خدا پر بھروسہ اور فرمانبرداری میں کوئی فرق نہ آوے۔صدق اور ثبات میں کوئی کمزوری نہ آوے۔ذلت پر راضی ہو جاویں اور ثابت قدمی میں اعلیٰ نمونہ دکھائے۔

حضرت حکیم مولانا نور الدین رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی کے حالات خدا پر تقویٰ کی اعلیٰ مثالوں سے بھری پڑی ہیں۔جب طب یونانی کے حصول کے لئے سرگرداں ہوئے اور اساتذہ کی طرف رُخ کیا تو اس زمانہ کے ایک مایہ ناز طبیب جن کے مکتب میں بڑے بڑے قابل طالب علم ان کے سوالات کے جوابات نہ دے سکنے کی وجہ سے شاگردی حاصل نہ کر سکے۔حکیم مولانا نور الدین رحمتہ اللہ علیہ سے استاد کا پہلا سوال یہ تھا کہ کس مقصد سے آنا ہوا؟ جواب: طب سیکھنے کے لئے۔ سوال: کیا بننا چاہتے ہو؟ جواب: افلاطون۔

مکرم استاد صاحب نے خوش ہو کر حکیم مولوی نور الدین رحمتہ اللہ علیہ کو کہا تم ضرور کچھ بن جاؤ گے۔اس واقعہ کے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ (۱): جستجو (۲): منزل (۳) اور ارادہ انسان کو کامیابی کی منزل کی طرف لے جاتا ہے۔

منزل تو موجود ہے جس کی نشاندہی حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے کر دی ہے اور اس کے لئے بشارتیں بھی دی ہیں۔مگر رخت سفر میں ایمان اور استقامت کی کمی ہے اور پاؤں بھی نازک ہیں جبکہ راہ دشوار اور خاردار ہے لیکن امام وقت کا علم کلام دین کی راہ میں استقامت اور اسلام کی کامیابی پر کامل یقین ہمارے مشعل راہ ہے۔

دسمبر کا مہینہ اور سال 2013ء ''جماعت احمدیہ لاہور'' کا تاریخی سال ہے کہ بانی سلسلہ احمدیہ لاہور حضرت مولانا محمد علی رحمتہ اللہ علیہ نے 1914ء میں اپنے چند ساتھیوں سے مل کر اس کی بنیاد رکھی اور حقیقت ہی یہ ہے کہ حضرت مولانا محمد علی صاحب نے ہی دنیا کو سلسلہ احمدیہ کا اصل مقام اور امام زمانہ کا صحیح مقام اور پیغام دنیا تک پہنچایا ہے اور دشمنان سلسلہ جنہیں احباب لاہور خوب جانتے ہیں کہ دشمنوں کی سازشوں اور لفظی چالبازیوں سے کس طریق سے مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات اور دعاوی کو اصل اور حقیقی طور پر سمجھانے اور بیان کرنے کے لئے ایک معرکہ شروع کیا اور ہر محاذ پر دشمنوں کو شکست دی اور حضرت مولانا محمد علی رحمتہ اللہ علیہ نے جوانوں کو کیا پیغام دیا۔مسیح موعود علیہ السلام کی آواز کو دنیا کے کونوں تک کس طرح پہنچایا۔آپ نے کس طرح جان جوکھوں میں ڈال کر یہ ثابت کیا کہ مسیح موعود علیہ السلام نے جو فرمایا:

''میرے بعد میری جانشین انجمن ہوگی''

جماعت احمدیہ لاہور کی بنیاد 3 مئی 1914ء کو ڈاکٹر محترم و مکرم مرحوم شاہ صاحب کے مکان پر رکھی گئی۔

اللہ تعالیٰ اس امت (محمدیہ) کے لئے ہر صدی کے سر پر ایک شخص کو مبعوث کرتا رہے گا۔جو اس کے دین کی اس کے لئے تجدید کرے۔چنانچہ جو شخص مجدد ہو کر آتا ہے ضروری ہے کہ اس کے ساتھ ہو کر اصلاح دین کا کام کیا جائے

ضروری ہے کہ اس نفس کے نقش قدسیہ سے لوگ مستفید ہو کر تزکیہ حاصل کریں اور اس نور سے حصہ لیں جو وہ خدا کی طرف سے لے کر آتا ہے۔ جب تک یہ نہیں اس وقت تک اس کا آنا نہ آنا برابر ہے۔

بزرگو، دوستو، جوانوں مصیبت کس چیز کا نام ہے؟ شاید بھاگنے کا نام ہے۔ ہر وہ شخص بے بہرہ ہے اور نابلد ہے جس نے دنیاوی زندگی اور دینوی زندگی میں مصیبت نہیں دیکھی۔ ''چشمہ معرفت'' وہ منزل، وہ مقام جس پر امام زمانہ اپنی جماعت کے لوگوں کو پہنچانا چاہتے تھے۔

یہ جماعت صحابہ کی جماعت کی طرح ہے یعنی استقامت کا نمونہ ہوگی، اور خلفائے راشدین اور صحابہ رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین و خاتم المرسلین کا نمونہ ثانی ہوگی۔ صاحبزادہ عبداللطیف شہید اور عبدالرحمٰن نے سچ کر دکھایا اور پھر مزید مسیح موعود علیہ السلام کے زیر سایہ اور صحبت میں مریدین نے کیا خوبصورت رنگ میں عملی نمونہ پیش کر کے مسیح موعود علیہ السلام کے حق وصداقت کے علم کو اتنا بلند کر دکھایا اور اپنی حیات طیبہ میں کسی نرم گرم، سہل و دشوار کے زمانہ اور موسم میں سرنگوں نہ ہونے دیا اور وہ کام کر دکھائے جو آنے والی نسلوں کے لئے مشعل راہ ہوں گے۔

اکثر لوگ خوابیں اور کشف اور رویا دیکھ کر اپنے آپ کو مردِ خدا سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ اس غلط فہمی کو بھی مسیح موعود علیہ السلام نے دور کر دیا۔ فرماتے ہیں: '' ہزار کشوف وغیرہ ہوں ہم تو ایک دمڑی میں بھی نہیں خریدتے۔ کشوف کچھ شے نہیں ہیں۔ سالہا سال سے میرا تجربہ ہے کہ جو مقام انسان تلاش کرتا ہے وہ مکاشفات میں نہیں ہے وہ تو صرف ایک موہبت الٰہی ہے اور مرنے کے بعد یہ نصیب ہوتا ہے کہ نفسانیت کل جل جاوے پھر تبدیل ہو کر وہ اور شے بن جاوے تو اس وقت وہ ابدال ہوتا ہے۔ یہ بات انسان کے اندر دردِ دل سے پیدا ہوتی ہے اور جب تک خود خدا درد نہ دے، درد پیدا نہیں ہوتا۔ اس درد کا نمونہ ایک ماں میں ہوتا ہے۔ یہ ایک بڑی بزرگ شے ہے کہ زر اور زور سے حاصل نہیں ہوتی صرف موہبت ہے (بخشش عطا ہے) اور صرف درد بھی کوئی شے نہیں ہے جب تک اس کے ساتھ عمل نہ ہو خدا کی محبت کا زبانی دعویٰ کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔''

دوسری بات ایمان اور موہبت ایمان کا ثمر عرفان ہوتا ہے۔ عرفان سے مراد مکاشفات صحیحہ اور وحی الٰہی ہے کہ مصفا اور خالص کلام الٰہی انسان پر نازل ہو، کوئی آمیزش شیطانی اس میں نہیں ہوتی۔ اس میں وہ نور ہوتا ہے کہ انبیاء کی وحی اور مکالمہ میں ہوتا ہے جب وحی الٰہی بکثرت ہو تو یہ ایک نعمت الٰہی ہے۔ اس کا نام کسب نہیں ہوتا بلکہ موہبت ہے۔ لیکن ایمان ایک ایسی شے ہے جب ہی بار بار تاکید ہوتی ہے کہ یہ عمل کرو، وہ عمل کرو، یہ ایک مجاہدہ ہوتا ہے اس کے بعد موہبت ہوتی ہے یعنی اول ایمانی حالت میں انسان خدمت کرتا ہے۔ اس کے بعد موہبت الٰہی سے اسے فیض ملتا ہے۔

اس لئے انسان کو اپنے اعمال اور عبادات میں کشوف وغیرہ کی غرض نہ رکھنا چاہیے بلکہ انسان کا کام عمل کرنا ہے۔ اس کے اوپر خود ہی جزا مرتب ہوتی ہے۔ پس اگر ایک شخص تمام عمر کشوف وغیرہ کا مرتبہ نہ پاوے تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر خدا کی محبت محسوس نہ کرے تو بے شک حرج ہے۔ جیسے عاشق جب تک معشوق کو ایک نظر نہ دیکھے تو اس کی جان جاتی ہے بلکہ نہ اس کو کھانا سوجتا ہے، نہ پینے کو جی چاہتا ہے۔ اس کی ایک نظر پر زندگی کا دارومدار ہے۔

پس یہ تعلق ایک محبت ہے جو کہ میں چاہتا ہوں کہ یہ ہماری جماعت میں زیادہ ہو جب تک انسان محسوس نہ کرے کہ وہ محبت جس کا نام عشق ہے اس نے اسے بیقرار کر دیا ہے تب تک اس نے کچھ نہیں پایا۔

مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''پس یاد رکھو زبان سے کبھی خدا راضی نہیں ہوتا اور بغیر ایک موت کے کوئی اس کے نزدیک زندہ نہیں ہوتا۔ جس قدر اہل اللہ ہوئے ہیں سب ایک موت قبول کرتے ہیں اور جب خدا انہیں قبول کرتا ہے تو زمین پر بھی ان کی قبولیت ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ خاص فرشتوں کو اطلاع دیتا ہے کہ فلاں بندے سے میں محبت کرتا ہوں اور وہ سب اس سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں حتیٰ کہ اس کی محبت زمین کے پاک دلوں میں ڈالی جاتی ہے اور وہ اسے قبول کرتے ہیں جب تک ان لوگوں میں کوئی نہیں بنتا تب تک وہ پیتل اور تانبا ہے اور اس قابل نہیں کہ اس کا قدر کیا جاوے۔''

مسیح موعود علیہ السلام نے نمائشی حضرات اور گدی نشینوں کو سبق دے دیا خواہ اپنے خواہ دوسرے۔فرماتے ہیں:

''برگزیدوں کے لباس میں ۔۔۔۔کو دخل نہیں اور نہ وہ اظہار پسند کرتے ہیں۔اسلام میں ہزاروں ایسے ہوئے ہیں کہ لوگوں نے صرف ان کے نور سے ان کو شناخت کیا ہے۔مردِ خدا کو مکاروں کی طرح بھگوئے کپڑے یا لمبے چوغے اور خاص خاص متمیز کرنے والے لباس کی ضرورت نہیں ہے اور نہ خدا کے راست بازوں نے ایسی وردیاں پہنی ہیں۔جب انسان خدا کی عبادت کرتا ہے تو اسے خاص کپڑے ایک خاص وضع بنانے کی اور مالا لٹکانے کی کیا ضرورت ہے۔''

مزید فرماتے ہیں:

''خدا یابی سے محروم پورا حق تلاش نہ کیا بلکہ راستہ میں چھلکا مل گیا اسی پر راضی ہو گئے اور دکاندار بن گئے اور جن کو دنیا کا خیال رہتا ہے کہ لوگ ان کو اچھا کہیں، اچھا جانیں وہ خدا کے نزدیک ''مُردار'' ہوتے ہیں اور ہزاروں قسم کے تصنعات سے کام لینا پڑتا ہے۔وہ شیطان ہوتے ہیں۔ان سے دور رہنا چاہیے۔وہ لوگ جن کو دیکھ کر خدا یاد آتا ہے۔جب انسان خدا کی بندگی کرتا ہے تو اسے خاص کپڑے پہننے، ایک خاص وضع بنانے اور مالا وغیرہ لٹکانے کی کیا ضرورت ہے۔ایسے لوگ دنیا کے کتنے ہوتے ہیں۔خدا کے طالبوں کو اتنی ہوش کہاں کہ وہ خاص اہتمام پوشاک اور وردی کریں وہ تو خلقت کی نظروں سے پوشیدہ رہنا چاہتے ہیں بعض کو خدا اپنی مصلحت سے باہر کھینچ لاتا ہے کہ اپنی الوہیت کا ثبوت دیں۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہرگز خواہش نہ تھی کہ لوگ آپ کو پیغمبر جانیں اور آپ کی اطاعت کریں اور اسی لئے ایک غار میں جو قبر سے زیادہ تنگ تھی جا کر آپ عبادت کرتے تھے اور آپ کا ہرگز ارادہ نہ تھا کہ اس سے باہر آویں۔آخر خدا نے اپنی مصلحت سے آپ کو باہر نکالا اور آپؐ کے ذریعے سے دنیا پر اپنے نور کو ظاہر کیا۔''

انبیاء تلمیذ الرحمٰن ہوتے ہیں، ان کا کوئی مرشد وغیرہ نہیں ہوتا۔وہ دنیا سے بالکل فانی ہوتے ہیں اور وہ ہرگز اپنا اظہار نہیں چاہتے مگر خدا ان کو زبردستی باہر لاتا ہے۔انسان کیا وہ فرشتوں سے بھی اخفا چاہتے ہیں اور ان کی فطرت بھی اس قسم کی بن جاتی ہے کہ وہ خدا کے نزدیک زندہ ہوتے ہیں۔

پیغمبر اسلام کا کوئی خاص لباس نہ تھا جس سے آپ لوگوں میں متمیز ہو سکے بلکہ ایک دفعہ ایک شخص نے ابوبکر صدیقؓ کو پیغمبر جان کر ان سے مصافحہ کیا اور تعظیم و تکریم کرنے لگا۔آخر ابوبکر صدیقؓ اُٹھ کر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا پنکھا جھلنے لگ گئے اور اپنے قول سے نہیں فعل سے بتلا دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہیں، میں نہیں ہوں، میں تو خادم ہوں۔سبحان اللہ کیا ادب ہے۔اور ایسے ادب کرنے والے کیوں نہ صدیق ہوں۔

کتاب ''فتوح الغیب'' کی عربی عبارت کا ترجمہ مسیح موعود علیہ السلام بتلا رہے ہیں یعنی اگر خدا تعالیٰ کا مقبول بننا چاہتا ہے تو اس بات پر یقین کر لے اور ایسا سمجھ لے کہ تیرے ہاتھ، پاؤں، تیری زبان، تیری آنکھ اور تیرا سارا وجود اور اس کے تمام اجزاء تیری راہ میں بت ہیں۔اور مخلوق میں سے دوسری تمام چیزیں بھی تیری راہ میں بت ہیں۔تیرے بچے، تیری بیوی اور ہر ایک مراد جو تو چاہتا ہے اور ہر ایک دنیا کی مراد جو تو چاہتا ہے اور دنیا کا مال اور دنیا کی عزت اور دنیا کا ننگ و ناموس اور دنیا کا رجاء اور خوف اور زید و بکر پر توکل یا خالد و ولید کی ضرر رسائی کا خوف یہ سب تیری راہ میں بت ہیں سو تو ان بتوں میں سے کسی کا نہ بن اور سارا اسی کی پیروی میں غرق نہ ہو جا یعنی صرف بقدر حقوق شرعیہ اور سنن صالحین اس کی رعایت رکھ۔پس اگر تو نے ایسا کر لیا تو کبریت احمر (سرخ گندھک جو نایاب ہے) بن جاوے گا۔اور تیرا مقام نہایت رفیع (بلند ہوگا۔

یہاں تک کہ تو نظر نہیں آئے گا۔اور خدا تعالیٰ تجھے اپنے نبیوں اور رسولوں کا وارث بنا دے گا یعنی ان کے علوم و معارف اور برکات جو مخفی اور ناپدید ہو گئے تھے رہ از سرافہ تجھے عطا کئے جائیں گے اور ولایت تیرے پر ختم ہوگی یعنی تیرے بعد کوئی نہیں اٹھے گا جو تجھ سے بڑا ہو۔اور تیری دعاؤں اور تیری عقد ہمت اور تیری برکت سے لوگوں کے سخت غم دور کئے جائیں گے اور قحط زدوں کے لئے بارشیں ہوں گی اور کھیتیاں اُگیں گی اور بلائیں اور محنتیں ہر یک خاص و عام کی یہاں تک کہ بادشاہوں کی مصیبتیں تیری توجہ اور دعا سے دور ہو دیں گی۔اور قدرت کا ہاتھ تیرے ساتھ ہوگا۔جس طرف وہ پھرے اسی طرف تو پھرے گا اور لسان الازل تجھے اپنی طرف بلائے گی یعنی جو کچھ تیری زبان پہ جاری ہو جائے گا وہ خدا تعالیٰ کی

طرف سے ہوگا اور اس میں برکت رکھی جائے گی اور تو ان تمام راست بازوں کا قائم مقام کیا جائے گا جن کو تجھ سے پہلے علم دیا گیا اور تکوین (وجود دنیا، پیدا کرنا) تیرے پرد کردی جائے گی۔ یعنی تیری دعا اور تیری توجہ عالم میں تصرف کرے گی اور پھر تو اگر معدوم کو موجود کرنا یا موجود کو معدوم کرنا چاہے گا تو وہی جائے گا اور امور خارق عادت تجھ سے ظاہر ہوں گے اور تجھ کو اسرار اور علوم الدینہ اور معارف غیبیہ عطا ہوں گے جن کے لئے تو ایں اور مستحق سمجھا جائے گا۔

میں ''مسیح موعود علیہ السلام'' اپنی جماعت کے لوگوں کو اس گھاٹ پر پانی پینے کے لئے پہنچانا چاہتا ہوں جہاں ابھی صرف نور دینؓ پہنچے۔ ہم نے گھاٹ پر منہ تو رکھ دیا ہے مگر ابھی تک پانی نہیں پیا ہے۔ اس عظیم نورانی شخصیت کی زندگی اور مقام سے کون واقف نہیں اور مولوی عبدالکریمؓ سیالکوٹی، سید اسداللہ شاہؒ، ڈاکٹر بشارت احمدؒ، مولانا محمد علیؒ، خواجہ کمال الدینؒ، شیخ رحمت اللہؒ، مرزا یعقوب بیگؒ، سید محمد حسین شاہؒ، ڈاکٹر طفیل حسینؒ، ڈاکٹر غلام محمدؒ، سید احمدؒ، حافظ حکیم شاہ نوازؒ، ڈاکٹر عصمت اللہؒ، مولانا عزیز بخشؒ اور کئی صالح اور نیک کار الحاج شیخ میاں محمد صاحبؒ مرحوم حضرت ڈاکٹر سید احمدؒ، مولانا عبدالحق ودیارتھیؒ یقیناً متقی، پرہیز گار وں اور صلحا کا ایک قافلہ تھا۔ اسی طرح چودھویں صدی کے شہید کا نام کسی بھی تقویٰ کی ہر قسم پر پورا پورا اُتر کر جامِ شہادت درعشق امام زمانہ میں پی کر افغانستان کی سرزمین خوست کے مقام پر پی کر ہمیشہ کے لئے امر ہوگیا اور مشک کی خوشبو بن کر فضاؤں میں بکھر گیا۔

دست قاتل کو ندامت تھی کہ گردن نہ جھکی حق کی خاطر۔ وہ سردار بھی تعظیم سے انکاری تھا۔ تجھ کو مرنا تھا۔ تجھے موت بھی آجانی تھی۔ تو شاہ شہیداں ہے۔ تقویٰ کی شہسواری تھا۔ تقویٰ تب متحقق ہوتا ہے جب انسان پر مصیبت وارد ہوتی ہے۔

معزز بزرگو، دوستو ماضی کو بھولنے والے لوگ نادان ہیں۔ بھول کر کچھ نہ کر پائیں گے۔ ہم سب ماضی کو بھلا بیٹھے ہیں۔ انسان اپنی زندگی کی منازل اور عمارات اسی ماضی کی بنیادوں پر کھڑا کرتے ہیں۔

☆☆☆☆

سال 2014ء ''نوجوانوں کا سال''

از: چوہدری ناصر احمد صاحب (شاہدرہ)

باپ کی اصطلاح دو طرح سے ہوتی ہے، پہلی روحانی صورت میں۔ دینی اُستاد کو روحانی باپ کہا جاتا ہے۔ اس ضمن میں ہمارے اُمراء جماعت ہمارے باپ ہیں اور دوسرے ہمارے جسمانی باپ جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں جسمانی زندگی دی۔

حضرت امیر قول اوّل کے الفاظ آج بھی کانوں میں رس گھول دیتے ہیں کہ ''دیکھنے کو ہم چند بکھرے دانوں کو ایک مالا میں پرویا ہے لیکن کام کے لحاظ سے ہی ایک عظیم عمارت نظر آتی ہے۔ اسی جماعت نے اچھے اچھے اہل قلم شاعر، ادیب اور ایسے مقتدر پیدا کئے جن کی آواز گشت دنیا آج بھی سنتی ہے۔ اسی لئے آج آپ کے سامنے باپ کا رُتبہ پیش خدمت ہے کیونکہ بڑا ہونے کے لئے چھوٹا ہونا ضروری ہے۔ آدھا علم یہ ہے کہ آپ کو پوچھنے کا سلیقہ آتا ہو۔ بعض اوقات انسان جس شخص کے لئے دل سے مخلص ہو وہی اس کو دُکھ دیتا ہے۔ یاد رکھیں ماں باپ کے سوا کوئی وفادار نہیں۔

نوجوانوں اپنے روحانی اور جسمانی باپ کے رُتبہ کو پہنچانو۔ اس لئے!

☆ باپ کا احترام ۔۔۔۔۔ تاکہ تمہاری اولاد تمہارا احترام کرے۔
☆ باپ کی عزت کرو ۔۔۔۔ تاکہ اس سے فیض یاب ہوسکو۔
☆ باپ کا حکم مانو ۔۔۔۔۔ تاکہ خوش حال ہوسکو۔
☆ باپ کی باتیں غور سے سنو ۔۔۔۔ تاکہ دوسروں کی نہ سننی پڑیں۔
☆ باپ کے سامنے اونچا نہ بولو ۔۔۔۔ ورنہ اللہ تم کو نیچا کردے گا۔
☆ باپ کے سامنے نظر جھکا کر رکھو ۔۔۔۔ تاکہ اللہ تمہیں دنیا میں بلند کردے۔
☆ باپ کے آنسو تمہاری وجہ سے نہ گریں ۔۔۔۔ ورنہ اللہ تم کو جنت سے گرادے گا۔

☆☆☆☆

درس قرآن۔۳۹

نصیر احمد فاروقی مرحوم ومغفور

(از: معارف القرآن)

ترجمہ: ''اور عورتوں کے لئے حقوق ہیں (مردوں پر) جیسے مردوں کے (عورتوں پر) حقوق ہیں۔ اور مردوں کو اُن پر ایک درجہ (ایک فضیلت) ہے۔ (یہ آپس میں حقوق) پسندیدہ طور پر (یا عمدگی) سے ادا کئے جائیں۔ اور اللہ غالب، حکمت والا ہے۔'' (سورۃ البقرہ آیت ۲۲۸)

اس آیت مبارکہ پر میں دو درس دے چکا ہوں۔ چونکہ یہ آیت نہ صرف طبقہ نسواں کے حقوق کا چارٹر ہے بلکہ مردوں اور عورتوں کے ایک دوسرے پہ حقوق کے نازک توازن کو نہایت خوبصورتی سے قائم کرتی ہے اس لئے اس آیت پر جتنا بھی غور کیا جائے کم ہے۔ یہاں ضمناً میں ایک بات کی طرف توجہ دلاؤں۔ قرآن کریم کی فصاحت اور بلاغت کی یہ آیت مبارکہ ایک نہایت عمدہ مثال ہے۔ بدقسمتی سے یہ غلط تاثر عام ہے کہ فصاحت اور بلاغت یہ ہوتی ہے کہ جس بات کے لئے عام آدمی ایک لفظ استعمال کرے تو ایک فصیح و بلیغ انسان اس کے لئے زیادہ سے زیادہ (میں نے تو ۵ تا ۶ تک سنے ہیں) الفاظ استعمال کرے اور چونکہ اتنے الفاظ ہوتے نہیں تو پھر مقررین عربی اور فارسی کے موٹے اور ثقیل اور دقیق الفاظ کی بھر مار کرتے ہیں جو سننے والوں کو سمجھ تو کیا آنے ہیں وہ اتنا بھی نہیں پا سکتے کہ اس لفاظ مقرر نے جو الفاظ کی بھر مار کی ہے ان کے معنے بالکل ایک نہیں بلکہ مختلف ہیں اور وہ ان کی کم علمی کا فائدہ اٹھا گیا ہے اور اپنی فصاحت و بلاغت کا سکہ جمانے کے لئے ایسے مقررین اشعار بھی بیچ میں لے آتے ہیں کیونکہ ان کا جادو بھی چل جاتا ہے۔

اس کے برعکس اس سوسائٹی میں (یعنی اسلام سے قبل کے اہل عرب میں) جہاں شاعری کو فصاحت و بلاغت سمجھا جاتا تھا اور اسی سے لوگ اپنا سکہ جمانا چاہتے تھے اور لوگوں کو متاثر کر سکتے تھے، قرآن کریم نے نثر کو ذریعہ کلام بنایا مگر سبحن اللّٰہ وبحمدہٖ کہ نہ ایسی نثر پہلے تھی نہ بعد میں کوئی لکھ سکا حالانکہ قرآن شریف نے جو بار بار چیلنج دیا کہ اگر وہ خدا تعالیٰ کا کلام نہیں تو پھر تم سارے مل کر اس کی ایک سورت جیسی کوئی نثر یا نظم بنا لاؤ۔ اس میں قرآن حکیم کی جہاں اور خوبیوں کی مثال لانے کا چیلنج ہے وہاں اس کی فصاحت اور بلاغت کا بھی ہے۔ تو نہ اس چیلنج کا مقابلہ کوئی اس وقت کا دشمن کر سکا اور نہ آج تک کر سکتا ہے۔ قرآن کی نثر نظم کو مات کرتی ہے اور قرآن شریف کی فصاحت و بلاغت بے سود الفاظ کی بھر مار نہیں بلکہ کم سے کم اور سادہ سے سادہ الفاظ میں زیادہ سے زیادہ معانی اور حکمتوں کو بیان کرتا ہے۔ یہی اصل معنی میں فصاحت و بلاغت ہوتی ہے۔

آج کے درس کی آیت کو دیکھ لیجئے۔ کیا کم سے کم الفاظ میں جو سادہ ترین ہیں، ایک سمندر کو کوزہ میں بھر دیا ہے۔ نسلِ انسانی کے اربوں کھربوں مردوں اور عورتوں کے آپس میں حقوق جن کو بڑے بڑے سوشیالوجسٹ اور ماہر معاشیات صدیوں میں طے نہ کر سکے ایک چھوٹی سی عبارت میں جو ایک آیت کا صرف ایک حصہ ہے ایسا بیان فرمایا ہے کہ کوئی انسان نہ تو اتنے کم اور اتنے سادہ الفاظ میں نبھا سکتا تھا اور نہ یہ مشکل ترین مسئلہ اتنی آسانی سے اور خوبی سے حل کر سکتا تھا۔

تو میں نے پچھلے درس میں عرض کیا تھا کہ برابر، برابر کے حقوق مقرر فرما کر اس سے جو ایک عقدہ لاینحل پیدا ہوتا تھا کہ میاں بیوی میں اختلاف رائے کا کیا حل ہوگا اگر کسی مسئلہ پر وہ آپس میں صلاح مشورہ کے بعد سمجھوتا نہیں کر سکتے اور دونوں اپنے برابر کے حق پر اڑے ہوئے ہیں یہ فیصلہ دیا کہ اس صورت میں خاوند کی بات کو مانا جائے کیونکہ اہل و عیال کے اخراجات (جو ایسے مسئلہ میں اکثر وجہ نزاع ہوتے ہیں) کو پورا کرنے کی ذمہ داری قرآن حکیم نے مرد پر ڈالی ہے۔ اس لئے اگر عورت کسی بات کو کرنا چاہے جس کے اخراجات کو مرد برداشت نہ کر سکتا ہو یا جو عورت کے اخلاق اور دین اور عصمت و عفت کے منافی ہو تو پھر مرد کو اپنی

ذمہ داری پوری کرنے کا حق ہونا چاہیے اور اس کی بات کو مانا جائے۔ اس موضوع پر حضرت مولانا محمد علی رحمتہ اللہ علیہ کا جو نوٹ ان کی تفسیر بیان القرآن میں ہے وہ اتنا اعلیٰ ہے کہ میں وہ آپ کو سنانا چاہتا ہوں۔ آیت مذکورہ بالا پر انہوں نے لکھا ہے:

''ان الفاظ میں قرآن کریم نے دو مشکلات کا کمال خوبی سے حل کیا ہے یعنی اول تو اس اصول کو قائم کیا کہ جس طرح مردوں کے حقوق عورتوں پر ہیں اسی طرح عورتوں کے حقوق مردوں پر ہیں۔ گویا بلحاظ حقوق مرد و عورت میں مساوات ہے۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے تمام مذاہب بے خبر معلوم ہوتے ہیں بلکہ آج تک مہذب اقوام نے بھی پورا پورا اس اصول کو قبول نہیں کیا۔ لیکن دوسری طرف مساوات حقوق سے ایک نقص پیدا ہوتا ہے کہ پھر خانگی امور میں نظم کیونکر قائم رہے کیونکہ کوئی نظم قائم نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس میں ایک کو دوسرے پر کچھ فوقیت نہ دی جائے اور معاشرت یا خانہ داری جس پر نسلِ انسانی کی ساری بہبود کا دارومدار ہے تمدنِ انسانی کی پہلی کڑی ہے کیونکہ تمدن باہم مل جل کر رہنے کا نام ہے اور اس کی ابتداء معاشرت یا خانہ داری سے ہوتی ہے۔ (اس میں جو توازن قرآن نے مقرر فرمایا ہے) اس کے بغیر نظم خانگی برباد ہوجائے گا''۔

حضرت مولانا نے کیا خوب فرمایا: ''ان کے لکھنے کے قریباً ساٹھ سال بعد یورپ اور امریکہ میں جہاں خواتین نے ناواجب آزادی اختیار کی تھی خانگی زندگی برباد ہوتی نظر آتی ہے۔ جتنی طلاقیں وہاں ہوتی ہیں اور اگر طلاق ممکن نہ ہو تو میاں بیوی میں Sepration یعنی علیحدگی جتنی وہاں ہوتی کہیں نہیں ہوتی ہے۔ شادی بظاہر قائم بھی ہو تو خانہ جنگی جتنی وہاں ہے کہیں نہیں ہوتی۔ اس طلاقم طلاق اور خانہ جنگیوں کی وجہ سے اولاد یعنی نئی نسل کا بالکل ستیاناس ہوگیا ہے۔ ان میں جرائم اتنے بڑھ گئے ہیں کہ ان سے وہاں کے سوچنے سمجھنے والے سخت مضطرب ہوگئے ہیں۔ یہ ان میں متفقہ بات ہے کہ اس بیماری کی وجہ سے وہاں کی خانگی زندگیوں کی بربادی ہے۔ جرائم کے علاوہ نئی نسل میں اب نشہ آور چیزوں کا استعمال اب اس قدر عام ہوگیا ہے کہ وہاں کے اہل الرائے لوگ چلا اُٹھے ہیں۔

ہمارے ہاں جو خواتین اتنی آزادی کی خواہاں ہیں وہ کبھی کبھار مرد کی بات ماننے کو تیار نہیں۔ میں نے ان کو بھی متنبہہ کیا کہ اگر عورت سرکشی کرے تو کم سے کم وہ اپنے خاوند کی محبت کھو بیٹھتی ہے اور اس سے بڑھ کر بیوی کی بدقسمتی کوئی نہیں ہوسکتی۔ طلاق تو خیر بعد کی بات ہے۔ اس میں داغِ عورت ہی زیادہ کھاتی ہے۔

عورتوں کی سرکشی اور ازدواجی زندگی کی تلخیوں کی وجہ سے یورپ اور امریکہ میں تو اب مرد شادی کرتے ہی نہیں۔ عورتوں کو بطور داشتہ رکھ لیتے ہیں اور جب جی بھر جائے تو نکال باہر کرتے ہیں۔ جو مغرب میں ساٹھ سال کی عورتوں کی سرکشی کا نتیجہ ہوا وہ ہمارے ہاں بھی اگر ہم نے ان کو نقل کی پیدا ہوگا ایک اور ساٹھ سال کے بعد۔ اس میں گھاٹا سراسر عورت کا ہی ہے نہ صرف داشتہ کے طور پر رکھے جانے میں بلکہ مستقل گھر بنا کر اولاد نہ پیدا کرنے کی وجہ سے جو کہ عورت کی زندگی کی سب سے بڑی خواہش ہوتی ہے۔

ان آزاد منش عورتوں نے قرآن حکیم کی ایک اور آیت پر بھی اعتراض کیا کہ صرف مرد کو وہ حق کیوں ہے، عورت کو بھی ہونا چاہیے۔ وہ آیت ہے:

ترجمہ: ''اور جن عورتوں کی سرکشی کا تمہیں ڈر ہو تو ان کو نصیحت کرو اور اپنے بستروں سے علیحدہ کردو اور ان کو مارو۔ پھر اگر وہ تمہاری اطاعت کریں تو ان کے خلاف کوئی بہانہ تلاش نہ کرو۔ اللہ بلند بہت بڑا ہے''۔ (سورۃ النساء۴: آیت ۳۴)

تو میں نے جواب دیا کہ یاد کرو کہ اختلاف رائے کی صورت میں جو آپس کے مشورہ سے نہ طے ہوسکے۔ قرآن حکیم نے فیصلہ دیا ہے کہ مرد کی بات (بوجوہ) مانی جائے۔ تو اس لئے سرکشی جس کا اس آیت میں ذکر ہے وہ عورت ہی کرسکتی ہے اس لئے اس کی ہی اصلاح کے لئے ان باتوں کو فرمایا گیا ہے۔ اصلاح اسی ترتیب سے ہونی چاہیے جو قرآن کریم نے رکھی ہے یعنی پہلے نصیحت، پھر تعلق زوجیت کا عارضی انقطاع اور اگر ان کا بھی اثر نہ ہو تو مارنا جو کہ حدیث شریف کے مطابق ایسا ہلکا ہونا چاہیے کہ محض اظہار ناراضگی کا ذریعہ ہو نہ کہ چوٹ لگانے کا۔ اس پر ان آزاد منش خواتین نے کہا:

''مگر ایسا مارنا بھی غیر مہذب ہے''۔

میں نے جواب دیا کہ مہذب عورت اول تو خاوند کی بغاوت یا سرکشی کرتی ہی نہیں یا اگر کرے تو اس پر نصیحت کا اثر ہوتا ہے۔ اور خاوند سے تعلقات کا عارضی انقطاع تو اس کے لئے بہت فکر واصلاح کا باعث بن جاتا ہے۔ مارنے کی نوبت وہاں آتی نہیں۔ غیر مہذب عورتوں کے لئے ہلکی سزا ہی کارگر ہوتی ہے میں نے یہ

بھی کہا کہ اسلام میں میں تو بہت کم ان باتوں کی نوبت آتی ہے۔ کیا یورپ اور امریکہ میں جہاں کی تہذیب کی آپ اتنی دلدادہ ہیں عورت کی پٹائی، اور وہ بھی سخت ترین، بکثرت نہیں ہوتی۔ تو ان خواتین نے اس بات کی تصدیق کی جو ان کی خوبی تھی۔

مگر انہوں نے ایک اور سوال کیا کہ کیا یہ ٹھیک ہے کہ اسلام میں عورت کی گواہی مرد سے آدھی ہے؟ تو میں نے جواب دیا کہ قرآن کریم نے صرف ایک جگہ جہاں قرضہ جات کو تحریر میں لاتے وقت اگر مرد گواہ نہ ملے تو دو عورتوں کو گواہ بنا لینے کا فرمایا ہے: (البقرہ ۲:۲۸۲) مگر وہیں اس کی وجہ بتا دی کہ دو اس لئے ہوں کہ ان میں سے اگر ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلا دے۔ یہ تو دراصل عورتوں سے رعایت ہے کیونکہ مالی لین دین کے معاملات کو عام طور پر وہ اچھی طرح نہیں سمجھتیں۔ اور وکیل انہیں جرح میں پریشان کر کے ان کی گواہی کو مشکوک بنا سکتے ہیں۔ قرآن حکیم کے الفاظ میں کہ اگر ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلا دے ایک اور حکم مخفی ہے کہ وہ دونوں عورتیں اکٹھی پیش ہوں تاکہ عدالت یا وکیلوں سے مرعوب نہ ہو جائیں خصوصاً مالی معاملات کے مقدمات کی تکنیکی جرحوں میں۔ قرآن حکیم میں دوسری جگہوں میں گواہی کی تعداد کا ذکر آتا ہے۔ معمولی معاملات میں جہاں مالی دقائق نہیں تو وہاں کہیں نہیں فرمایا کہ ایک مرد گواہ برابر ہے دو عورت گواہوں کے۔ کیونکہ عام طور پر صرف گواہی کی صداقت کا سوال ہوتا ہے تو قرآن کریم نے بار بار عورتوں کے صدیقہ ہونے کا ذکر فرمایا ہے ان میں سے صرف ایک جگہ سے سنیئے والصدقین والصدقت (الاحزاب ۳۳:۳۵) جہاں مرد و عورت کے برابر صدق کا ذکر ہے۔

بالفرض ایسا موقعہ ہو کہ صرف ایک عورت بطور گواہ موجود ہو تو خواہ وہ مالی لین دین کا بھی ہو تو بھی کوئی بندش نہیں کہ اس عورت کو گواہ نہ بنا لیا جائے کیونکہ صداقت کے معاملہ میں مرد و عورت برابر ہیں۔ صرف یہ ہوگا کہ وہ اگر بھولے تو اسے یاد دلانے والی معاون نہ ہوگی مگر تب بھی اس کی گواہی میں کوئی نقص بذات خود نہیں ہوگا۔ اور جن معاملات میں کوئی جرم عورت کے خلاف کیا گیا ہو یا کسی جرم کے وقت عورت گواہ ہو تو قرآن حکیم میں کہیں بھی عورت کی گواہی نہ لینے یا اس کے آدھے ہونے کا ذکر نہیں۔ بلکہ میاں بیوی کے ایک دوسرے پر الزام لگانے یا لعان کی صورت میں قرآن حکیم نے مرد و عورت کو برابر مقام دیا ہے بطور گواہ کے بھی۔

فقہاء نے بعد میں کیا کہا میں اس کی بحث میں نہیں پڑنا چاہتا۔ مجھے صرف قرآن حکیم سے سند لینا ہے۔

بالآخر مغرب زدہ خواتین یہ بھی سوال کرتی ہیں کہ اگر مسلمان مرد اہل کتاب کی عورت سے شادی کر سکتا ہے تو مسلمان عورت کی کسی اہل کتاب مرد سے شادی کیوں نہیں ہو سکتی۔ سو جواباً عرض ہے کہ اس بات کو یاد رکھنا چاہیے کہ عام طور پر مرد بالادستی رکھتا ہے اس لئے مسلمان عورت غیر مسلم خاوند کر لے تو اس کا دین اس کی تہذیب، اس کی زندگی بطور مسلمان کے خطرہ میں ہے۔ بہر حال جس طرح قومیت اولاد کی خود بخود وہ ہو جاتی ہے جو کہ باپ کی ہو (نہ کہ ماں کی) اسی طرح اولاد کا مذہب ہمیشہ باپ کا مذہب ہی لیا جاتا ہے اور وہی اکثر رہتا ہے۔ اسی لئے قرآن حکیم بار بار غیر مسلموں پر الزام لگاتا ہے کہ وہ اندھا دھند باپ دادے کے مذہب پر جمے رہتے ہیں تو اہل کتاب مرد کی اولاد اہل کتاب ہی شمار ہوگی بلکہ رہے گی جس خطرہ کی بنا پر کوئی مسلمان عورت جس کے دل میں ذرہ بھی اللہ تعالیٰ پر ایمان ہو یا آخرت کے محاسبہ کا فکر ہو وہ اہل کتاب مرد سے شادی کرنا پسند نہ کرے گی۔ شکر ہے کہ اس بات کی صداقت کو مغرب زدہ مسلم خواتین جنہوں نے یہ سوال اٹھایا تھا انہوں نے بھی قبول کیا۔

اظہارِ تشکر

میں تمام احباب جماعت مرد و خواتین کی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میرے مرحوم خاوند کی وفات پر میری دلجوئی کی اور تعزیت کے لئے دور دراز سے تشریف لائے اور ان کے لئے دعائے مغفرت فرمائی۔

میں ان تمام احباب کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں جو بذریعہ خطوط اور Email میرے غم میں شریک ہوئے۔

رشیدہ ظفر صاحبہ (سیالکوٹ)

جماعتی خبریں

ترتیب وتدوین: فضل حق صاحب

وفات حسرت آیات

''بے شک ہم سب اللہ ہی کے لئے ہیں اوراُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے''

کرنل (ر) شوکت محمود صاحب، امریکہ

تمام احباب جماعت کو یہ پڑھ کر دُکھ ہوگا کہ ہمارے نہایت محترم بزرگ خان بہادر غلام ربانی خان کے فرزند، حضرت امیر ڈاکٹر سعید احمد خان مرحوم کے داماد اور موجودہ امیر جماعت کے بہنوئی جناب کرنل (ر) شوکت محمود صاحب 30اپریل2014ءکو امریکہ میں وفات پاگئے ہیں ۔ مرحوم نے برطانیہ میں بحیثیت مبلغ گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔

کرنل صاحب ہمیشہ دین کی خدمت کے لئے کمربستہ رہتے تھے اور دینی خدمت کے لئے وہ کبھی کسی معاوضہ کے خواست گار نہ تھے۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اپنی رحمتوں سے نوازتا رہے۔

چوہدری نور محمد صاحب، اوکاڑہ

اوکاڑہ جماعت کے ہمارے نہایت مخلص اور عبادت گذار بزرگ محترم جناب چوہدری نور محمد صاحب مورخہ 13اپریل2014ءکو قضائے الٰہی سے وفات پاگئے ہیں۔

مرحوم نے عرصہ دراز تک سالانہ دعائیہ کے موقع پر احباب جماعت کے لئے طعام کی ذمہ داریاں بخوبی سرانجام دیں۔ دیگر جماعتی تقریبات میں شریک ہوتے ۔ ان کی وفات سے ہم ایک مخلص اور دیندار بھائی سے محروم ہوگئے ہیں۔

مرحوم اپنے آبائی شہر اوکاڑہ کی بااثر شخصیات میں سے تھے۔

اللہ تعالیٰ ان کو جوارِ رحمت میں جگہ دے اور حق کے لئے انہوں نے جو مشکلات برداشت کیں ان کا اجر دے۔

ہمشیرہ چوہدری شریف احمد صاحب، اوکاڑہ

جماعت اوکاڑہ کے نہایت مخلص اور سرگرم ممبر چوہدری شریف احمد صاحب کی ہمشیرہ صاحبہ مورخہ 15اپریل2014ءکو قضائے الٰہی سے وفات پاگئی ہیں۔

مرحومہ تنظیم خواتین کی سرگرم ممبر تھیں اور نہایت ہی پرہیز گار اور متقی خاتون تھیں۔

ان کی وفات سے ہم ایک اہم بزرگ احمدی خاتون سے محروم ہوگئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں انتہائی امن اور سکون کا اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

ممانی سیاب احمد صاحب، سلمان خیل

ہمارے زیرِ تربیت مبلغ جناب سیاب احمد صاحب کی ممانی صاحبہ مورخہ 18اپریل2014ءکو قضائے الٰہی سے وفات پاگئی ہیں۔

مرحومہ دل کے عارضے میں مبتلا تھیں اور نہایت ہی قلیل عمر میں اس جہان فانی سے کوچ کرگئیں۔

اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔

مندرجہ بالا چاروں احباب کی نماز جنازہ غائبانہ جامع دارالسلام ،

نیوگارڈن ٹاؤن لاہور میں ادا کی گئی۔ اللہ تعالیٰ ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

''دارالکتب علمیہ''

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اور دیگر ممبران مجلس منتظمہ و معتمدین نے ''دارالکتب علمیہ'' کی نئی جگہ کا افتتاح کیا۔ اور تزئین و آرائش کو سراہا، جسے موجودہ دور کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے تیار کیا گیا ہے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے **''دارالکتب علمیہ''** کی کامیابی کے لئے دعا فرمائی اور تمام احباب کو مبارک باد پیش کی۔

شادی خانہ آبادی

مرکزی انجمن کے سرگرم کارکن محترم انوار احمد صاحب کی صاحبزادی صالحہ انوار احمد کی شادی خانہ آبادی محترم جناب صدر الدین ساہو خان (آسٹریلیا) کے صاحبزادے حسین ساہو خان صاحب سے مورخہ 12اپریل2014ءکو دارالسلام میں ہونا قرار پائی۔

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے نکاح پڑھایا۔ اور دونوں خاندانوں کو مبارکباد پیش کی اور دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔

ادارہ پیغام صلح محترم انوار احمد صاحب اور صدر الدین ساہو خان صاحب کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہے۔

مبارک باد

مرکزی انجمن کے واعظ محترم عثمان احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے ایک اور بیٹے کی نعمت سے نوازا ہے۔ جس کا نام ابوبکر عثمان رکھا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ بچہ اسم با مسمّٰی ہو۔

ادارہ پیغام صلح محترم عثمان احمد صاحب اور ان کے خاندان کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہے۔

بیرونی ممالک دورہ جات

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اور جنرل سیکرٹری صاحب 16 اپریل 2014ء کو فجی، نیوزی لینڈ اور آسٹریلیا جماعتوں کے کامیاب دورے کے بعد واپس تشریف لے آئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے دورہ جات نہایت کامیاب اور مفید رہے۔ مختلف مقامات پر لیکچرز اور خطبات کے علاوہ فجی میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے Easter کے موقع پر چرچ میں ایک دعائیہ اجتماع سے خطاب بھی فرمایا۔

آپ نے دونوں مذاہب کے درمیان ہم آہنگی کی تعلیم پر زور دیا اور قرآن مجید کی آفاقی تعلیم کے متعلق حاضرین کو آگاہ کیا۔ آپ نے پادری حضرات کو قرآن کریم کا تحفہ دینے کا بھی اعلان فرمایا۔

تمام حاضرین نے آپ کے خطاب اور اسلام کی اس خوبصورت تعلیم کو پیش کرنے پر آپ کا شکریہ ادا کیا اور آپ کے لیکچر کو بے حد سراہا گیا۔

عامر عزیز صاحب نے فجی میں مختلف موضوعات پر لیکچرز دیئے اور حاضرین کے سوالات کے جوابات دیئے۔

دورہ کی تفصیلی رپورٹ آئندہ شمارہ میں پیش کی جائے گی۔

☆☆☆☆

باہتمام پاکستان پرنٹنگ ورکس کچا رشید روڈ لاہور سے چھپوا کر پبلشر چوہدری ریاض احمد صاحب نے دفتر پیغام صلح، دارالسلام ۔ ۵ ۔ عثمان بلاک، نیوگارڈن ٹاؤن لاہور سے شائع کیا۔

مجھ کو دکھلا دے بہارِ دیں کہ میں ہوں اشکبار

کلام حضرت مسیح موعود رحمتہ اللہ علیہ

دن چڑھا ہے دشمنانِ دیں پہ ہم پر رات ہے
اے میرے سورج نکل باہر کہ میں ہوں بیقرار

فضل کے ہاتھوں سے اب وقت کر میری مدد
کشتی اسلام تا ہو جائے اس طوفان سے پار

میرے زخموں پر لگا مرہم کہ میں رنجور ہوں
میری فریادوں کو سن میں ہوگیا زار و نزار

دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعفِ دینِ مصطفےٰ
مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار

یا الٰہی فضل کر اسلام پر اور خود بچا
اس شکستہ ناؤ کے بندوں کی اب سن لے پکار

ایک عالم مرگیا ہے تیرے پانی کے بغیر
پھیر دے اب میرے مولا اس طرف دریا کی دھار

اب نہیں ہیں ہوش اپنے ان مصائب میں بجا
رحم کر بندوں پہ اپنے تادہ ہودیں رست گار

ڈوبنے کو ہے یہ کشتی آمرے اے ناخدا
آگیا اس قوم پر وقت خزاں اندر بہار

اے خدا بن تیرے ہو یہ آبپاشی کس طرح
جل گیا ہے باغ تقویٰ دیں کی ہے اب اک مزار

تیرے ہاتھوں سے مرے پیارے اگر کچھ ہوتو ہو
ورنہ فتنہ کا قدم بڑھتا ہے ہر دم سیل وار

اک نشاں دکھلا کہ اب دیں ہوگیا ہے بے نشاں
اک نظر کر اس طرف تا کچھ نظر آوے بہار

اے خدا تیرے لئے ہر ذرہ ہو میرا فدا
مجھ کو دکھلا دے بہارِ دیں کہ میں ہوں اشکبار

(پیغام صلح 1935ء)

ناداں یہ سمجھا تھا کہ اس کا جادو چل گیا

از: عامر عزیز الازہری

کیا ہوا جو راہ میں اس کی اپنا مکان جل گیا

غرب سے نکلا جو خورشید فاراں شرق میں ڈھل گیا

کیسا جنون ہے یہ کیسی محبت کی اسیری

تیری دید کی خاطر دیار غیر کو بھی سر کے بل گیا

یہ تو ممکن ہی نہیں کہ وہ خوئے جفا ترک کر دیں

نادان یہ سمجھا تھا کہ اس کا جادو چل گیا

اب کے ایسا پڑا بازار میں قحطِ الفت

باقی دلِ بے تاب ہے آج گیا کہ کل گیا

شاید ان کو بُو لہوِ بشر راس آ ہی گئی عزیزؔ

دیکھ کے کٹے لاشے بھی ظالم جگر سنبھل گیا